جلد ۱۱ | ۲۲ تبلیغ ۱۳۴۱ ہش ۱۵ شعبان ۱۳۸۱ھ ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء | نمبر ۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۷ فروری (بوقت ۹ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل شام کو بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اعصابی ضعف کی کچھ تکلیف رہی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۷ فروری بمحترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کی باقاعدہ اجازت اور باضابطہ امیگریشن سرٹیفکیٹ ہمراہ اہل و عیال مستقل طور پر پاکستان تشریف لے گئے۔ آج گیارہ بجے دو پہر درویشان کرام کی بڑی تعداد نے مسجد مبارک کے گیٹ پر اجتماعی دعا کے ساتھ آپ کو رخصت کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

قادیان ۲۰ فروری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

آج چودہ رمضان المبارک مکرم مولوی عبدالقادر صاحب درویش نے سورۃ الکہف سے آخر تک قرآن کریم کا درس دے کر اپنا حصہ مکمل کر لیا کل پرسوں مولوی محمد عمر صاحب مالاباری اور بعدہٗ تین روز تا اختتام سورۃ عنکبوت مکرم مولوی محمد شریف صاحب بنگالی درس دیں گے۔

سائنس سے خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرت کا ثبوت ملتا ہے!

از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر صوبہ اڑیسہ

مورخہ ۳ جنوری ۱۹۶۲ء سے ۹ جنوری ۱۹۶۲ء تک کٹک میں سائنس دانوں کی کانفرنس تھی۔ یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک سے قریباً دو ہزار بڑے بڑے سائنسدان اکٹھے ہوئے تھے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کیلئے مکرم قائمقام پراونشل امیر صاحب نے ایک تبلیغی مضمون کی فرمائش کی تھی تا اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے بصورت پمفلٹ شائع کیا جائے۔ ذیل کا مضمون وہی ہے جس کی فرمائش کی گئی تھی

آج اڑیسہ کو فخر ہے کہ اس میں بڑے بڑے مشاہیر عالم سائنسدان رونق افروز ہیں۔ ہم احمدیان اڑیسہ بھی قلبی مسرت کے ساتھ آپ لوگوں کا خیر مقدم کرتے ہیں اور خوش آمدید کہتے ہیں۔

اے سائنسدانوں کے گروہ آپ لوگ وہ قیمتی وجود ہیں جنہوں نے خدا کے پیدا کردہ زمین و آسمان اور ان کے اندر کی تمام چیزوں سے مختلف النوع فوائد حاصل کرنے اور ان سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ خالق کون و مکان نے جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کے سب انسانوں کے فائدہ کے لئے بنایا ہے اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْہٰرَ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (رکوع ۵ ع ۱۷)

اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور بادلوں سے پانی اتارا۔ اور اس کے ذریعہ سے پھلوں کی قسم کا رزق پیدا کیا ہے اور اس نے تمہارے لئے کشتیوں کو وہاں چلنے والی

جمیع وسائل کو بلا اجرت تمہاری خدمت میں لگا دیا تا اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور اسی طرح سمندروں اور دریاؤں کو بھی اس نے مفت تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے اور جو کچھ تم نے زبان حال سے مانگا اس نے تمہیں سب کچھ دیا۔ تم پر اس کے اس قدر احسانات ہیں کہ اگر تم اس کے احسان گننا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے انسان یقیناً بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔

قرآن شریف میں اسی طرح بار بار خدا کی نعمتوں اور احسانوں کا ذکر آیا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ دنیا کی تمام چیزیں سورج چاند ستارے سب ہم انسانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کی پیدا کردہ چیزوں میں اتنے غیر محدود خواص دکھلائے ہیں کہ انسان کسی ایک چیز کا بھی کما حقہٗ احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کے گنوں کی حد بست کر سکتا ہے۔ سائنسدان خدا کی پیدا کردہ چیزوں کی طبی و کیمیاوی خاصیتوں کو زیادہ سے زیادہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے جا رہے ہیں مگر خدا کی لامحدود قدرت ختم ہونے میں نہیں آتی۔ مثال کے طور پر ایک آگ کو ہی لے لیں انسان پہلے تو اس کے استعمال سے ناواقف تھا۔ بلکہ وہ جنگلوں میں اس کے بھیانک نظاروں کو دیکھ کر اس سے خائف تھا اس کے ذریعہ ہولناک تباہی و بربادی کے سوا

اُسے کچھ معلوم نہ تھا۔ اس کے وہم و گمان میں یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ آگ بھی انسانوں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

بہت زمانے کے بعد آگ کے فائدے انسان کو معلوم ہوئے اس کے بعد چقماق سے آگ نکالنے کی سوجھی۔ جس نے پہلے پہل چقماق سے آگ دریافت کی ہو گی۔ بلاشبہ اس زمانہ کا بڑا سائنس دان گردانا گیا ہو گا۔ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ سائنسدانوں نے مختلف قسم کے علوم و فنون میں ترقی کی اور اب آگ کو جیبوں میں بھر کر پھرنے لگے۔ جہاں ضرورت پڑی سلائیوں کو ذرا گھسایا آگ نکل آئی اس ایجاد پر بھی لوگ حیران ہوتے پہلے موجد کی عزت نظروں میں کم ہوتی گئی اور اس کے موجد کو بڑا سائنسدان سمجھنے لگے۔ اس وقت تک آگ سے جاڑوں میں گرمی حاصل کرنے اور کھانے تیار کرنے کے سوا اور کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد سائنسدانوں نے ترقی کی۔ اس سے انجن چلانے ریل۔ جہاز ہوائی جہاز، آبدوز جہاز، الیکٹرک وغیرہ ایجادیں ہوتی رہیں۔ اور دنیا کو بڑے بڑے کمالات پہنچنے لگے۔ آئندہ یہی آگ کن کن شکلوں میں ظاہر ہو کر دنیا والوں کے آرام و آسائش کا باعث ہو گی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح دوسری چیزوں کا حال ہے۔ کہ انسان ان کے فوائد سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوتا جاتا ہے۔ تمام پاتا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ نسل انسانی

کی بقا تک ملتا چلے گا ساہر آنے والا زمانہ ثابت کر دکھائے گا کہ خدا کی قدرت غیر محدود ہے۔ اس کی کوئی حد بست نہیں کر سکتا۔

خدائے تعالیٰ نے نہ صرف انسان کو پیدا کیا اور اس کو فائدہ پہنچانے والی چیزوں کو پیدا کیا بلکہ انسانی دماغ کو ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی طرف رہنمائی بھی کر دی جیسا کہ اس نے فرمایا خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ثُمَّ ھَدٰی۔ اس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور انسانی دماغ کو ان سے فائدہ حاصل کرنے کی طرف رہنمائی بھی کر دی۔ اگر انسانوں کے ساتھ اس کی آرام دہ چیزوں کو صرف پیدا کر دیتا اور ان سے فائدہ اٹھانے کی طرف رہنمائی نہ کرتا تو ان چیزوں کا پیدا کرنا نہ کرنا برابر تھا۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ کائنات عالم کی جمیع اشیاء اور حضرت انسان کی پیدائش ایک ہی صانع کی صنعت کاری کا کرشمہ ہے ورنہ کائنات عالم کے راز ہائے سربستہ کا انسانی دماغ اور اس کے قوائے فکریہ کے ساتھ اس قدر گہرا اور مربوط جوڑ کیسے بن گیا؟ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ایک طرف اس نے دنیا کی چیزوں میں اپنی قدرت کے بے شمار اسرار و فوائد رکھ دیئے ہیں۔ تو دوسری طرف اس نے انسان کی قوت فکریہ کے ساتھ ان تمام چیزوں سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی طاقت بھی ودیعت کر دی ہے!!

آپ سائنسدانوں کی سوانح حیات پڑھ کر بآسانی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ: جب کسی سائنسدان کے دماغ میں ایک بات آتی ہے اور اس کے دل میں ایک زبردست تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ کسی طرح اس گوہر مقصود کو حاصل کرے اور جب تک کہ باقی ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے سو بار بھی ناکامی کا منہ دیکھے وہ باز نہیں آتا۔ آخرکار وہ اس میں کامیاب ہو جاتا ہے اور گوہر مقصود کو پا لیتا ہے۔ اور دنیا والوں کے لئے ایک باب رحمت کا کھولنے والا بن جاتا ہے۔ یہ خدا کی مہربانی ہے۔ (باقی صفحہ ۶ پر)

مُلک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء

مسلمانوں کو اجتماعیت کی دعوت

معاصر صدق جدید لکھنؤ میں شائع شدہ خلاصۂ مراسلات کے تحت ایک مراسلہ کا خلاصہ:-

"مسلمانانِ ہند کے جملہ مسائل اور مصائب کا اصل سبب صرف یہ ہے کہ ان میں اجتماعیت کا شعور ختم ہو گیا ہے۔ اگر مسلمان آج بھی جماعتی زندگی اختیار کر سکیں تو وقت اس ملک میں اسلامی زندگی بسر کرتے ہوئے وطن کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دے سکتی ہے۔ خاص طور سے موجودہ حالات میں مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت کا قیام ناگزیر ہو گیا ہے۔ انجمن ...... روزِ اول سے مسلمانوں کو اجتماعیت کی دعوت دے رہی ہے۔ اور اس کے تمام ذمہ داروں کی یہ پُرخلوص خواہش ہے۔ کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں اور اخبارات مسلمانوں کو جماعتی زندگی کی رغبت دلائیں مسلمانوں کے بعض مسائل پر آواز بلند کر دینا یا ان کے مصائب کے متعلق عوام کو آگاہ کر دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان کی توجہ صرف ایک بنیادی مسئلہ یعنی اجتماعیت کی جانب مبذول کرانا ضروری ہے۔" (صدق جدید ۱/۶۲ ۱۹ مئی)

اس ضرورت سے انکار نہیں بلکہ مسلمانوں کی پستی کا واحد حل یہی ہے لیکن اس اجتماعیت کے لئے جن بنیادوں پر دعوت دی جا رہی ہے۔ اس سے مسئلہ کا صحیح حل ممکن نہیں کیونکہ ایسی مجالس اور انجمنیں تو دنیا میں بے حد و شمار ہیں ہر جماعت اور ہر انجمن اور ادارے کا دعویٰ یہی ہے۔ لیکن کیا کسی ایسے دعوے کا عملی ثبوت آج تک ملا؟ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔ مقام غور ہے کہ آخر اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ اجتماعیت کی تکمیل اس وقت ناممکن ہے جب تک ؛ ... کے لئے

۱۔ ایک مرکزی جگہ —— اور

۲۔ ایک مرکز کا زندہ وجود نہ ہو!!

"جماعت" امام کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ منتشر افراد کی تعداد خواہ کتنی ہی بڑھ کیوں نہ ہو جب تک ان کا کوئی ایک امام نہیں جس کی اتباع میں ان سب کی جدوجہد اجتماعی کی صورت اختیار کر لے وہ گروہ صحیح معنوں میں جماعت کہلانے کا مستحق ہرگز نہیں۔ امام ہی وہ مقدس مرکزی وجود ہے جو اسلام سے ... افراد کو باہم جوڑنے میں مضبوط شیرازے کا حکم رکھتا ہے۔ حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو امام کی شان اس قدر بلند قرار دی ہے کہ اس کے حق میں فرمایا۔

الامام جُنّة یقاتل من ورائه

کہ امام ہی وہ ڈھال ہے جس کی اوٹ میں جمعیت اسلامیہ مخالفین سے کامیاب مقابلہ کر سکتی ہے۔

اگرچہ بادی النظر میں امام بھی عام انسان ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن حقیقی اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ امام وہ ہے جس میں امامت کے جمیع اوصاف ضروریہ موجود ہوں جن میں سے نمایاں خوبی اقدام و قیادت کی ہے تا اس کی رہبری سے اسلامی جمعیت، تقاضائے وقت کے مطابق ہر موقع پر مفید قدم اٹھائے اور اس کے ذریعہ اسلام کو تقویت حاصل ہو اور پھر اسی بلند پایہ شخصیت کے ساتھ وابستگی کو تمام افراد کے لئے لازمی قرار دیا اور فرمایا:-

من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة

جو اپنے زمانہ کے امام کی شناخت سے محروم رہا وہ جاہلیت کی موت مرا!!

انہی مقدس الفاظ نبوی میں بطور لطیف اشارہ یہ بات بھی واضح فرما دی گئی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ماتحت ہر زمانہ میں امام برحق کی بعثت کا التزام فرما رکھا ہے ورنہ یہ بات تو قطعی نادرست ہے کہ ایک طرف تو امام وقت کی شناخت اور اس سے قریبی تعلق بیعت قائم کرنے پر اس قدر زور دیا جائے کہ اس کے بغیر کسی امتی کی موت کو حد درجہ محرومی اور بے نصیبی کی موت قرار پائے اور دوسری طرف کسی بعثت مرسلہ سے امام برحق کا انتظام ہی نہ ہو سکے!!

اسلام کی گزشتہ تیرہ سو سالہ لمبی تاریخ اس پہلو سے بڑی تابناک ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہی وہ خوبی ہے جس میں دُنیا کے جملہ دیگر مذاہب اسلام کا مقابلہ کرنے سے عاری ہیں یعنی خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ہی ایسے خدا رسیدہ آئمہ برحق کی بعثت کا التزام فرمایا —— اور کسی صدی کو کبھی خالی جانے نہیں دیا ——!!

—— اور آج جو مسلمانانِ عالم جن میں ہندوستانی بھی شریک ہیں) ساری دنیا میں اکثریت بڑی تعداد میں ہو نے بلکہ بڑی بڑی مملکتوں کے مالک ہونے کے باوجود دوسری قوموں کے مقابل پر بے وقعتی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہر قسم کے اجتماعی فوائد سے محروم ہیں۔ ان کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اس بڑی نعمت سے محروم ہیں

جو ان کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے۔

اجتماعیت سے محرومی کا یہ احساس کچھ مراسلہ نگار ہی کو نہیں بلکہ جو شخص بھی سنجیدگی سے امت مرحومہ کے عروج و زوال کے اسباب پر نگاہ کرے گا اسے اس بات کا قائل ہونا پڑے گا۔ چنانچہ آج سے کئی سال پہلے مولانا ابوالکلام آزاد جیسے فضلاء اس بات کا واضح اعتراف کر چکے ہیں کہ خلافت حقہ اسلامیہ سے محرومی کے سبب مسلمانوں پر یہ تنزل و ادبار کا دور آیا ہے!!

مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مرض کی تشخیص تو کر لی مگر طریق علاج میں ٹھوکر کھا گئے۔ جس کام کو خدا تعالیٰ نے خاص طور پر اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا اُسے خود کرنے بیٹھ گئے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو ان کی کوششیں بار آور ہوئیں اور نہ ہی ان کو اس زمانہ کے برحق امام اور نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت کی توفیق ملی ——!!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ قرار دیا اسلئے جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے اس مقدس مسند پر جلوہ افروز ہو گا اسی کے ذریعہ مسلمانوں کو تمام روحانی اور جسمانی برکات بھی میسر ہوں گی اور ساری دنیا میں اسلام کو سربلندی اور غلبہ بھی حاصل ہو گا۔ اس قسم کے خالص روحانی وسیلہ کے بغیر مسلمانوں کا کوئی مقصود حاصل ہونا ممکن نہیں اور یہی تیر بہدف نسخہ مسلمانانِ ہند کی مشکلات و تکالیف کے دور ہونے کا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں نے بارہا اس بات کو آزما کر دیکھ لیا اور بارہا اس تجربہ کے نہایت تلخ نتائج سے دوچار ہوئے ہر قدم پیا ہوا لانے دیکھ لیا کہ اس وقت یا سی میدانوں میں مسلمانوں کا اجتماع نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی کسی صورت میں سودمند بلکہ سراسر نقصان دہ اور طرح طرح کی مصائب و مشکلات کا موجب ہے!

پس سچی اور پکی بات یہی ہے کہ مسلمانوں کیلئے نہ تو کسی انجمن کو تشکیل دینا مفید ہو سکتا ہے اور نہ ہی خود ساختہ ادارہ کی طرف سے چلائی گئی کوئی تحریک مفید مطلب بن سکتی ہے۔ بلکہ ان کے مجتمع ہونے کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ ہے کہ ان کا روحانی رشتہ میں باندھے جانا اور یہ رشتہ نہ صرف ہندوستانی مسلمانوں کو باہم متحد کرنے والا ہے بلکہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دینے کا بابرکت ذریعہ ہے کیونکہ اسلام کسی ایک ملک کا مذہب نہیں بلکہ آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے اسلئے کسی ایک ملک کے مسلمانوں کو مجتمع کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کی ضرورت ہے اور یہ اسی ہاتھ پر ممکن ہے جسے بارگاہِ رب العزت سے روحانی سرفرازی حاصل ہو۔

اس موقعہ پر بڑی محبت کے ساتھ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو علیٰ وجہ البصیرت اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس زمانہ کے برحق امام موعود مہدی اور مسیح کے دعوے پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اور آپ کے ذریعہ قائم ہونے والی جماعت کے کام کا جائزہ لیں انہیں اس مقدس جماعت میں مسلمانوں کی مطلوبہ اجتماعیت کا بھی شاندار نمونہ مل جائے گا اور اس زمانہ میں اسلام سے متعلق عالمگیر غلبہ کے واضح آثار بھی نظر آ جائیں گے۔

اس کے ساتھ بہتر صورت یہ بھی ہے کہ وہ بارگاہِ رب العزت سے خلوص نیت سے دعا بھی کریں کہ انہیں امام برحق کی شناخت کی توفیق ملے تا ان کی زندگی اور موت خدا کی رضا اور خوشنودی کے تحت عمل میں آئے کیونکہ اسکی حقیقی رضا ہی ہر مسلمان کا اصل مطلوب و مقصود ہے!!

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام اور انفاق مال

—:(از محترم مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان):—

رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا ہے اس میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے باقی ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد یا عورت بیمار ہوں یا واقعی معذور ہوں یا ضعف پیری یا کسی دوسری معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں۔ ان کو شریعتِ اسلام نے فدیہ ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔

اصل میں فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان میں مہینہ بھر کھانا کھلا دیا جائے۔ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ سو میں ایسے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لیسے ہوں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرمائیں اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گی اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اپنی اپنی توفیق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صدقہ و خیرات پر زیادہ زور دینا چاہیئے۔ حدیث شریف میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رمضان میں زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں دیکھا۔ پس قرب الٰہی میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف بھی نگاہ رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔ اور رمضان شریف کی برکات سے بڑھ چڑھ کر مستفید ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

رمضان المبارک کے روزوں میں شریعت نے کیا حکمتیں رکھی ہیں

مومنوں کا فرض ہے کہ وہ ان بابرکت ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اہم ارشادات

(۲)

روزوں کا ایک روحانی فائدہ

یہ بھی ہے کہ اس سے انسان خدا تعالیٰ سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نیند سے پاک ہے انسان ایسا تو نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی نیند کو بالکل چھوڑ دے مگر وہ اپنی نیند کے ایک حصہ کو روزوں میں خدا تعالیٰ کے لئے قربان ضرور کرتا ہے۔ سحری کھانے کیلئے اُٹھتا ہے۔ تہجد پڑھتا ہے عورتیں جو روزہ نہ بھی رکھیں وہ سحری کے انتظام کیلئے جاگتی ہیں۔ کچھ وقت دعاؤں میں اور کچھ نمازمیں صرف کرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح رات کا بہت کم حصہ سونے کے لئے باقی رہ جاتا ہے اور کام کرنے والوں کے لئے تو گرمی کے موسم میں دو تین گھنٹے ہی نیند کے لئے باقی رہ جاتے ہیں۔ اس طرح انسان کو

اللہ تعالیٰ سے ایک مشابہت

پیدا ہو جاتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ انسان کھانا پینا بالکل تو نہیں چھوڑ سکتا۔ مگر پھر بھی رمضان میں اللہ تعالیٰ سے وہ ایک قسم کی مشابہت ضرور پیدا کر لیتا ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ سے خیر ہی خیر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی روزوں میں خاص طور پر نیکیاں کرنے کا حکم ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص غیبت۔ چغل خوری اور بدگوئی وغیرہ بُری باتوں سے پرہیز نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا گویا مومن یہی کوشش کرتا ہے کہ اس سے خیر ہی خیر ظاہر ہو اور وہ غیبت اور لڑائی اور جھگڑے سے بچا رہے۔ اس طرح وہ اس حد تک خدا تعالیٰ سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے جس حد تک ہو سکتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنا مثل کی طرف دوڑتی ہے۔ فارسی میں ضرب المثل ہے کہ "کند ہم جنس باہم جنس پرواز" پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ بن جاتا ہے۔

پھر روزوں کا روحانی رنگ میں

ایک یہ فائدہ ہے

کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا الہام انسانی قلب پر نازل ہوتا ہے اور اس کی کشفی نگاہ میں زیادہ جلاء اور نور پیدا کر دیا جاتا ہے در حقیقت اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی عادت تو نہیں مگر اس میں عادت سے ایک مشابہت ضرور پائی جاتی ہے کہ جب وہ ایک کام کرتا ہے تو اُسے دہراتا ہے انسانوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کو ہاتھ یا پَیر ہلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ بار بار ہلاتے ہیں اور عادت کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ کوئی بات بار بار کی جائے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ میں بھی ہے کہ جب وہ ایک خاص موقعہ پر اپنا فضل نازل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ... موقعہ پر بار بار فضل کرتا ہے ... ہیں ... وقت چونکہ

رمضان کے مہینہ میں

قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ اس لئے اگر اس رسول کی اتباع کی جائے جس پر قرآن نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی عادت سے مشابہت رکھنے والی صفت کے ماتحت ان لوگوں کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشابہت کی وجہ سے دنیا سے علیٰحدگی اختیار کرتے ہیں اور دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے تعلقات نہیں رکھتے۔ کھانے پینے اور سونے میں کمی کرتے ہیں سب بیہودہ گوئی سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے نوازتا اور اُن پر رویا صادقہ اور کشوف صحیحہ کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اسرار غیبیہ سے مطلع کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ایک الہام ہے کہ

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اس میں بھی وہی عادت والی بات بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ بہار میں

اپنی رحمت کی شان

دکھائی تھی اس لئے جب پھر موسم بہار آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کہتی ہے

کہ اب کے میرے بندے کیا کہیں گے۔ اس لئے ہم پھر اپنی شان دکھاتے ہیں اور اگر بندے اس سے فائدہ اٹھائیں تو اگلی بہار میں پھر وہی انعام نازل ہوتا ہے۔ غرض کلام الٰہی کو اگر درخت تصور کر لیا جائے تو جو صفت الٰہی عادت کے مشابہ ہے وہ ہر رمضان میں اسے جھنجھوڑتی ہے اور اس سے مومنوں کو تازہ بتازہ پھل حاصل ہوتے ہیں۔

پھر روزوں سے اس رنگ میں بھی

روحانیت ترقی کرتی ہے

کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اُس کی راہ میں مرنے کو تیار ہے اور جب وہ اپنی بیوی سے مخصوص تعلقات منقطع کرتا ہے تو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنی نسل کو بھی برباد کر دینے کے لئے تیار ہے اور جب وہ روزوں میں ان دونوں اقسام کے نمونے پیش کر دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی لقاء کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق ہونے اور روحانیت کے مضبوط ہو جانے سے وہ شخص ہمیشہ کے لئے گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر رمضان کے ذریعہ استقلال کی عادت بھی ڈالی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ نیکی متواتر ایک عرصہ تک چلتی ہے۔ انسان دن میں کئی کئی مرتبہ کھانے کا عادی ہوتا ہے۔ غرباء اور امراء شہری اور دیہاتی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عام ایام میں کئی دفعہ کھاتے ہیں مگر رمضان میں تمام کھانے سمٹ سمٹا کر صرف دو بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں دوسرے ایام میں وہ ساری رات سوتے رہتے ہیں وہاں رمضان کے ایام میں انہیں تہجد اور سحری کے لئے اُٹھنا پڑتا ہے۔ اور دن کو بھی

قرآن کریم کی تلاوت

میں اپنا کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے غرضیکہ رمضان کے ایام میں اپنی عادت کی بہت کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ قربانی ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ متواتر ایک مہینہ تک بغیر ناغہ کے کرنی پڑتی ہے پس

روزوں سے استقلال کا عظیم الشان سبق ملتا ہے۔ اور در حقیقت بغیر مستقل قربانیوں کے کوئی شخص خدا تعالیٰ کو نہیں پا سکتا کیونکہ حقیقی محبت جوش دلانے سے تعلق نہیں رکھتی ورنہ وہ عارضی ہوتی ہے جبکہ حقیقی محبت استقلال سے تعلق رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے

کہ جب ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہوا کہ آپ کی ایک بیوی نے چھت سے ایک رسّہ اس لئے لٹکا رکھا ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے انہیں اونگھ آنے لگے تو اُس کا سہارا لے لیں۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ کوئی عبادت نہیں۔ عبادت وہی ہے جسے انسان بشاشت سے ادا کر سکے اور جس کے نتیجہ میں ایسا ملال پیدا نہ ہو جو اس کے دوام اور استقلال کو قطع کرنے کا موجب بن جائے۔

اسی طرح

روزوں کا ایک اور فائدہ

یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مومنوں کو ایک مہینہ تک اپنے جائز حقوق کو بھی ترک کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ انسان گیارہ مہینے حرام چھوڑنے کی مشق کرتا ہے۔ مگر بارھویں مہینہ میں وہ حرام نہیں بلکہ حلال چھوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے ہم کس طرح حرام چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر روزوں کے ایام میں ہم نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے کس طرح حلال چھوڑ سکتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

حلال چھوڑنے کی عادت

پیدا کئے بغیر دنیا میں حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں اکثر فساد اس لئے نہیں ہوتے کہ لوگ حرام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ اکثر فساد اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگ حلال کو بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ بہت ہی کم ہیں جو ناجائز طور پر کسی کا حق دبائیں مگر وہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ ہیں جو لڑائی اور جھگڑے کو پسند کریں گے۔ مگر اپنا حق چھوڑنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوں گے۔ سینکڑوں پاگل اور نادان دنیا میں ایسے ہیں۔ جو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دنیا میں عظیم الشان فتنہ و فساد پیدا

کر دیتے ہیں۔ اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ

دنیا کا امن برباد

ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذاتی قربانی کریں تو دنیا سے بہت سے جھگڑے اور فساد مٹ سکتے ہیں اور نہایت خوشگوار امن قائم ہو سکتا ہے پس رمضان کا مہینہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صرف حرام ہی نہ چھوڑو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے لئے اگر ضرورت پڑ جائے تو حلال یعنی اپنا حق بھی چھوڑ دو تاکہ دنیا میں نیکی قائم ہو اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو

یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ

اسلامی عبادتیں

اپنے اندر کئی قسم کے سبق رکھتی ہیں بعض سبق ایسے ہوتے ہیں جو ہر عبادت سکھاتی ہے۔ اور بعض سبق ایسے ہیں جو ساری عبادتوں کی مجموعی حالت سے پیدا ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ عالم میں بھی یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ اس کا ہر ذرہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ پھر دو ذرے مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔ پھر دو سے زیادہ افراد مل کر ایک حقیقت پیدا کرتے ہیں۔ پھر سارا عالم اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے

یہی حال عبادتوں کا ہے

اور جس طرح قانون قدرت میں ایک ترتیب اور ربط موجود ہے۔ اسی طرح عبادتوں میں بھی ربط ہے۔ مگر یہ بات صرف اسلامیہ ہی کو حاصل ہے باقی شرائع میں نہیں۔ ان میں نماز زکوٰۃ اور روزہ کی قسم کی عبادتیں ہیں۔ مگر ان کا آپس میں کوئی ربط نہیں۔ وہ ایسی ہی ہیں جیسی بکھری ہوئی اینٹیں۔ لیکن شریعت اسلامیہ کو اگر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس کا ہر حکم اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔ پھر سارے کے سارے احکام مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال

نماز اور روزہ

ہے۔ نماز اپنی ذات میں ایک سبق رکھتی ہے اور روزہ بھی اپنی ذات میں ایک سبق رکھتا ہے مگر پھر نماز اور روزہ مل کر ایک سبق رکھتے ہیں۔

اگر نماز نہ ہوتی صرف روزے

ہوتے تو یہ سبق رہ جاتا۔ اور اگر روزے نہ ہوتے صرف نماز ہی ہوتی۔ تب بھی یہ سبق رہ جاتا۔ بے شک روزے اپنی ذات میں مفید ہیں اور نماز اپنی ذات میں مفید ہے جس طرح اسلام کی ساری عبادتیں اپنی اپنی ذات میں مفید ہیں۔ لیکن نماز اور روزہ مل کر ایک نیا سبق دیتے ہیں جس طرف میں اس موقعہ پر توجہ دلانا چاہتا ہوں

نماز کا اصل مقام طہارت ہے

جسے وضو کی حالت کہتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وضو کر کے نماز کے لئے بیٹھ جاتا ہے وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔ نماز اس حالت کا انتہائی مقام ہے ورنہ اصل نماز مومن کی قلبی کیفیت ہے۔ جو وضو سے تعلق رکھتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئیے کہ

وضو کی کیا حقیقت ہے

وضو کے ذریعہ جو فعل ہم کرتے ہیں۔ وہ اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ خواہ وہ پیشاب پاخانہ کے رنگ میں خارج ہو خواہ مرد و عورت کے تعلقات کے ذریعہ سے خارج ہو یا اور ایسے رنگوں میں خارج ہو۔ جن سے طہارت کو نقصان پہنچتا ہو۔ غرض وضو کا مدار کسی چیز کے جسم سے نہ نکلنے پر ہے۔

اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں

کہ نماز کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ لیکن روزہ کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم کے اندر داخل نہ ہو۔ بے شک روزہ میں مرد و عورت کے تعلقات سے بھی روکا گیا ہے۔ مگر یہ اس لئے ہے کہ روزہ کی حالت میں انسان کی کلی توجہ اور طرف نہ ہو۔ ورنہ روزہ کا اصل مدار کسی چیز کے جسم میں داخل نہ ہونے پر ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ روزہ کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہو۔ اگر صرف نماز ہی ہوتی اور وضو صرف ظاہری صفائی ہوتا۔ تو کہا جاتا کہ اس سے مراد صرف ہاتھ منہ اور پاؤں کا دھونا ہے۔ اسی طرح روزہ ہوتا اور کوئی چھوٹی موٹی چیز کھالی جاتی تو کہا جا سکتا تھا کہ روزہ سے مراد فاقہ کرانا ہے۔ لیکن جسم سے کچھ خارج ہونے سے وضو کا باطل ہو جانا اور کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جانا بتاتا ہے کہ کسی چیز کے خارج ہونے کا نماز سے اور کسی چیز کے اندر داخل ہونے کا روزہ سے تعلق ہے اور ان دونوں کو ملا کر

یہ لطیف بات نکلتی ہے

کہ انسان طہارت میں اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دو احتیاطیں نہ کرے۔ یعنی بعض چیزیں اپنے جسم سے نکلنے نہ دے اور بعض چیزیں داخل نہ ہونے دے اگر ہم ان دو باتوں کا لحاظ رکھیں کہ بعض کو داخل نہ ہونے دیں تو طہارت کامل ہو جاتی ہے۔ نماز اور روزہ سے مجموعی طور پر انسان کو یہ گر سکھایا گیا ہے کہ ہر انسان کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہئیے کہ بعض چیزوں کے جسم سے نکلنے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے اُن کو نہ نکلنے دے اور بعض چیزوں کے جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ انہیں داخل نہ ہونے دے

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ وہ کونسی گندی چیزیں ہیں جن کا نکلنا روحانیت کے لحاظ سے مضر ہوتا ہے۔ دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ گند کا نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے کیا ایسے گند بھی ہیں جن کا نہ نکلنا اچھا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گند ایسے بھی ہیں جن کا نہ نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے مثلاً کسی طبیعت میں غصہ زیادہ ہے۔ اگر کسی موقعہ پر اسے سخت غصہ آ گیا مگر وہ اُسے نکلنے نہیں دیتا۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ کہ نیک اور متقی انسان کو بھی غصہ آ جاتا ہے۔ مگر وہ اُسے روک لیتا ہے۔ جیسے نماز کے وقت اس بات کا لحاظ رکھ لیتا ہے کہ اس وقت ایسی چیزیں ظاہر نہ ہوں جو وضو کو باطل کر دیں۔

بعض کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں

کہ وہ روک دینے سے کم نکلتی ہیں اور اگر انہیں نکلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے تو بڑھ جاتی ہیں۔ غصہ بھی ایسی ہی کیفیات میں سے ہے۔ ہمارے ہاں محاورہ بھی یہی ہے کہتے ہیں کہ اب تو آپ نے غصہ نکال لیا ہے۔ اب جانے دو۔ یعنی گالی گلوچ یا مار پیٹ کے ذریعہ سے

غصہ کا اظہار کر لیا ہے

لیکن اگر وہ اسے دبا لے اور روک لیتا ہے تو وہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اگر کسی کے دل میں کوئی بُرا خیال پیدا ہو مگر وہ اسے روک لے اور اس پر عمل نہ کرے تو یہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے غرض قلب کے بعض ایسے حالات ہوتے ہیں کہ اگر انہیں ظاہر کیا جائے تو طہارت باطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ان کو دل میں رکھیں تو نیکی بن جاتی ہے۔ یہ سبق نماز سے حاصل ہوتا ہے

دوسری چیز یہ ہے

کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہونے دی جائے اس کی مثال جھوٹ استہزاء، چغل خوری اور غیبت وغیرہ کی باتیں ہیں ان کا نہ سننا بھی نیکی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی باتیں روحانیت سے عاری کر دیتی ہیں۔ پس اخلاق فاضلہ مکمل کرنے کے لئے ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ بعض قسم کے گندوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور بعض کو اندر نہ داخل ہونے دیا جائے۔ روزہ ہمارے لئے یہ سبق رکھتا ہے کہ ہم اُن تمام ناپاک اور گندی باتوں سے بچیں جن کو اپنے اندر داخل کرنے سے ہماری روحانیت باطل ہو جاتی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس سوال کا جواب کہ روزے صرف رمضان کے مہینہ میں ہی کیوں رکھوائے جاتے ہیں سارے سال پر ان کو کیوں نہ پھیلا دیا گیا یہ ہے کہ جب تک

تواتر اور تسلسل

نہ ہو صحیح مشق نہیں ہو سکتی۔ ہر مہینہ میں اگر ایک دو دن کا روزہ رکھ دیا جاتا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک وقت کے کھانے میں تو بعض اوقات سیر وغیرہ کے باعث دیر ہو جاتی ہے یا بعض اوقات اور مصروفیتوں کے باعث بھی نہیں کھایا جا سکتا مگر کیا اس سے بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ حکومت بھی فوجیوں سے متواتر مشق کراتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہر مہینہ میں ایک دن ان کی

مشق کے لئے رکھ دے

تو جو کام کبھی کبھی کیا جائے اُس سے مشق نہیں ہو سکتی۔ مشق کے لئے مسلسل کام کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پورے ایک ماہ کے روزے مقرر فرما دیئے تاکہ مومنوں کو خدا تعالیٰ کے لئے بھوکا پیاسا رہنے اور رات کو عبادت کے لئے اٹھنے اور دن کو ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کرنے کی عادت ہو اور اُن کی روحانی صلاحیتیں ترقی کریں۔

غرض رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

خاص برکات اور خاص رحمتیں

لے کر آتا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں اور انسان جب چاہے اُن سے حصہ لے سکتا ہے۔ صرف مانگنے کی دیر ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دیر نہیں لگتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازہ پر چلا جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پریشانی کے عالم میں ادھر اُدھر پھر رہی تھی اسے جو بچہ بھی نظر آتا ہے۔ وہ اُسے اُٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی آخر اسی طرح تلاش کرتے کرتے اُسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اسے لے کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

خدا کے ساتھ رشتہ جوڑنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کا مہینہ

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب مدظلہ العالی

میں آج کل بیمار ہوں اور اب ضعف کا بھی زمانہ ہے اسلئے میں رمضان کی برکات کے متعلق اب اس رنگ میں مفصل مضمون نہیں لکھ سکتا جس طرح گذشتہ چالیس سال کے طویل زمانہ میں قریباً ہر سال لکھتا رہا ہوں اس لئے ذیل میں ایک نہایت مختصر نوٹ کے ذریعہ دوستوں کو بعض ان نیکیوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جن کے ساتھ رمضان کے مبارک مہینہ کو مخصوص مناسبت ہے۔

اسلام میں سب سے اول نمبر پر احد

سب سے مقدم خدائے واحد کے ساتھ انسان کے **ذاتی اور براہ راست تعلق** کا سوال ہے جس پر قرآن و حدیث نے انتہائی زور دیا ہے اسی لئے حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہاں دوسرے نیک اعمال کے خدا تعالیٰ نے اور اور اجر مقرر فرمائے ہیں وہاں روزے کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ **اس کا اجر میں خود ہوں**۔ پس رمضان کے روزوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ انسان کے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی مخصوص تاثیر حاصل ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ رمضان کے روزوں سے صرف صبح سے لے کر شام تک بھوکا پیاسا رہنا مراد نہیں بلکہ اس میں روزوں کے وہ تمام شرائط اور لوازمات شامل ہیں جن کے متعلق قرآن و حدیث میں تاکید فرمائی گئی ہے۔ یعنی پاک نیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے مدنظر رکھنا پنجگانہ نماز کی پابندی کے علاوہ **نوافل اور خصوصاً تہجد اور تراویح کی نماز** ادا کرنا۔ **ذکر الٰہی میں مصروف رہنا دعاؤں کے ذریعہ** خدا کے حضور جھکے رہنا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ **صدقہ و خیرات** میں حصہ لینا اور **تمام لغویات** سے پرہیز کرنا۔ اور حسب توفیق رمضان کے آخری عشرہ میں **اعتکاف کی عبادت** بجا لانا مراد ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ جو شخص پاک نیت کے ساتھ رمضان کی ان تمام مقدس شرائط اور لوازمات کو ادا کرے گا۔ وہ خدا کے فضل سے خالق ہستی کے ساتھ ذاتی اور براہ راست تعلق پیدا کرنے میں ضرور کامیاب ہوگا۔ وہ خدا تک پہنچ جائے گا۔ اور خدا اسے مل جائے گا۔ اور خدا اسے اپنے قرب سے نوازے گا جو انسان کی پیدائش کی اصلی غرض و غایت ہے ایسے شخص کی دعائیں خدا کے حضور سنت اللہ کے مطابق زیادہ قبولیت کا شرف پائیں گی۔ اور خدا اس کا حافظ و ناصر ہوگا۔ اور اس کے لئے غیرت دکھائے گا۔ بیشک اس پر کبھی کبھی ابتلاء کے طور پر امتحان آئیں گے۔ مگر یہ امتحان اسے ذلیل کرنے اور نیچا گرانے کے لئے نہیں ہوں گے بلکہ اسے ترقی دینے اور اس کی روح میں مزید جلا پیدا کرنے اور اسے خدا سے قریب تر لانے اور دنیا پر اس کے اندرونی جوہر ظاہر کرنے کے لئے آئیں گے۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ رمضان کے مہینہ کو ان تمام لوازمات کے ساتھ ادا کریں جو اسلام نے بیان کئے ہیں۔ اور **ذکر الٰہی اور دعاؤں اور تہجد اور تراویح** کی نماز پر خصوصیت کے ساتھ زور دیں اور **قرآن مجید کی تلاوت** توجہ کے ساتھ کریں اور جہاں تک توفیق ملے **صدقہ و خیرات** میں حصہ لیں اور یہ سب باتیں پاک نیت اور دل کی سچی تڑپ کے ساتھ ادا کریں۔ پھر وہ دیکھیں گے کہ ایک طرف ان کی روح خدا کی طرف دوڑنا شروع ہوگی۔ اور دوسری طرف خدا ان کی طرف بھاگا آئے گا اور ان دونوں کے اتصال سے وہ عظیم الشان روحانی بجلی پیدا ہوگی جس کے لئے بھٹکے ہوئے انسانوں کی روح اور اس وقت کی مادی دنیا ترس رہی ہے

میں اس موقعہ پر تربیت کے خیال سے دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ نسخہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں جو حضور اپنی جماعت کی اصلاح کی غرض سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ رمضان میں **اصلاح نفس** کا یہ ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ انسان رمضان کے مہینہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرکے اپنی کسی کمزوری کو ترک کرنے کا دل میں خدا سے عہد کرے اور پھر پوری کوشش کے ساتھ اس عہد پر قائم ہو جائے کیونکہ رمضان کے مہینہ کو خاص روحانی ماحول حاصل ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس مہینہ میں خاص طور پر اپنے بندوں کے قریب ہو جاتا اور ان کی سنتا اور ان کی نصرت فرماتا ہے۔ اسی لئے حضور فرماتے تھے کہ اس قسم کے عہد کے نتیجہ میں انسان زیادہ آسانی کے ساتھ اپنی کمزوریوں پر غلبہ پا سکتا اور **نفس کی پاکیزگی** اور جماعتی اتحاد اور یکجہتی حاصل کر سکتا ہے۔ ایسے عہد کے متعلق عہد کرنے والوں کو اپنی کمزوریوں کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسا اظہار خدا کی ستاریت کے خلاف ہے بلکہ صرف دل میں خدا سے عہد کیا جاتا ہے کہ میں آئندہ فلاں ذاتی یا جماعتی کمزوری سے بچ کر رہوں گا اور پھر پورے عزم اور ہمت اور استقلال کے ساتھ دعا کرتے ہوئے اس عہد کو اس طرح نبھائے کہ پھر کبھی اس کمزوری کا مرتکب نہ ہو۔ پس ہماری جماعت کے مخلص دوستوں کو رمضان کے مہینہ میں اس **روحانی نسخہ** سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو اور ہمیں اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں رکھے اور ہمارے مردوں اور عورتوں اور جوانوں اور بوڑھوں سے اسلام اور احمدیت بلکہ انسانیت کی ایسی خدمت لے جو اس کی رضا اور ہماری فلاح کا موجب ہو اور رسول پاک کا نام چار اکناف عالم میں گونجنے لگ جائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۹ فروری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳ رمضان

صحابہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اس عورت کو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اللہ تعالیٰ کو اپنے گم شدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ سو

اس رحیم و کریم ہستی سے تعلق

پیدا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہو سکتی ہے۔ اور ہر لمحہ قبولیت دعا کا لمحہ بن سکتا ہے۔ اگر یہ دیر ہوتی ہے۔ تو بندہ کی طرف سے ہوتی ہے لیکن یہ بھی اُس کے احسانات میں سے ہی ہے کہ اس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تاکہ وہ لوگ جو خود نہیں اُٹھ سکتے اُن ایک نظام کے ماتحت اُٹھنے کی عادت ہو جائے۔ اور اُن کی غفلتیں ان کی ہلاکت کا موجب نہ ہوں۔

پس

یاد رکھو

کہ روزے کوئی مصیبت نہیں ہیں۔ اگر یہ کوئی دُکھ کی چیز ہوتی تو انسان کہہ سکتا تھا کہ میں دُکھ میں کیوں پڑوں۔ لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ روزے دکھوں سے بچانے اور گناہوں سے محفوظ رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی لقاء حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں اور گو بظاہر یہ ہلاکت کا باعث معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان فاقہ کرتا ہے۔ جاگتا ہے۔ بے وقت کھانا کھاتا ہے جس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور پھر ساتھ ہی اس کے بیان احکام بھی ہیں کہ

صدقہ و خیرات زیادہ کرو

اہل و عیال کی پرورش کا خیال رکھو۔ مگر یہی قربانیاں ہیں جو انسان کو خدا تعالیٰ کے محبوب بناتی ہیں اور یہی قربانیاں ہیں جو قومی ترقی کا موجب بنتی ہیں۔

(الفضل ۱۴/۲/۶۲)

شہرِ رمضان

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

خیر و برکت کا مہینہ ہے مبارک جانو
خاص افضال خداوند تبارک جانو

اک مہینے کے ہیں روزے انہیں لازم جانو
صبح سے شام تک احکام الٰہی مانو

رات کو اُٹھ کے تہجد کے نوافل ہوں ادا
اسمیں قرآں کی تلاوت سے ملے حق کی رضا

گر نہ بدیوں سے بچے اور نہ جھگڑا چھوٹا
تو یہ روزہ نہیں ہے عہد الٰہی توڑا

ان دنوں بھوکوں پیاسوں کی مدد کرتے رہو
ان کی ہمدردی و غمخواری کا دم بھرتے رہو

آخری عشرہ میں ہو جاؤ کمر بستہ تم!
سست ہو کر نہ کرو ایک بھی نیکی کو گم

یوں مہینہ جو گزارو گے تو ہے عید ہی عید
اور خوراک میں پوشاک میں ہو لطف مزید

اپنے اللہ سے اس ماہ میں دعائیں کر لو
اور الطاف خداوند سے دامن بھر لو

عاجز اکمل بھی دعا گو ہے دعا کا محتاج
صحت کاملہ و صدق و صفا کا محتاج

ع مجوری

سائنس سے خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرت کا ثبوت ملتا ہے

(بقیہ صفحہ اوّل)

کر دی ہے نہ صرف ساری کائنات کو انسان کی خدمت میں لگا یا بلکہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی ترکیب بھی بتا دی۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

ایجادات و انکشافات خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب کی تہہ میں یہی بات کار فرما ہے کہ اچانک کوئی تحریک خدا کی طرف سے کسی کے دل میں ڈال دی جاتی ہے اور اسے بروئے کار لانے کی تڑپ بھی اس کے دل میں پیدا کر دی جاتی ہے۔ آخرکار وہ ایجاد پایۂ تکمیل کو پہنچ کر بنی آدم کے لئے مفید سے مفید تر بن جاتی ہے

پھر خدائے رحیم و کریم کے فضل و احسان کو دیکھئے کہ اس کی پیدا کردہ چیزیں کبھی ختم ہونے میں نہیں آتیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی زمانہ میں خدا کی پیدا کردہ چیزوں کا خاتمہ ہو گیا ہو۔ جس کی وجہ سے انسانی ضروریات پوری نہ ہو سکتی ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ ہمارے پاس چیزوں کے ذخیرے جمع ہیں ہم انہیں مقررہ انداز میں اتارتے ہیں۔ مثلاً پتھر کا کوئلہ ہے۔ اس کا استعمال معلوم ہونے کی تاریخ سے آج تک روزانہ لاکھوں کروڑوں من کوئلہ زمین سے نکالا جاتا ہے۔ مگر ختم ہونے میں نہیں آتا۔ یہی حال پٹرول اور دوسری چیزوں کا ہے۔ انسانی ضروریات کی تمام چیزیں موجود ہیں۔ اور تا ابقائے نسل انسانی موجود رہیں گی۔

ایک سائنسدان خدا کی عطا کردہ چیزوں کو جوڑ توڑ سے نئی سے نئی چیز پیدا کر لیتا ہے جو لوگوں کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ سائنسدان نہ صرف خدا کی چیزوں کا محتاج ہے بلکہ اس کی رہنمائی کا بھی محتاج ہے وہ اس کی رہنمائی سے بے نیاز ہو کر کچھ بھی کر نہیں سکتا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ دوسرے انسانوں سے بڑھ کر اس کا شکر کرتا اس کے احسان کی قدر کرتا اس کی رہنمائی پر شکر گذار بنتا مگر بہت کم ہیں جو اس طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس زمانے میں جبکہ سائنس کی بدولت دنیا کو بڑا آرام مل رہا ہے اس زمانے کے ایک معمولی مزدور کو جو راحت و آرام میسر ہے گزشتہ دو تین صدی قبل کسی راجہ مہاراجہ کو خواب میں بھی نہ ہوا ہوگا۔ معمولی سے معمولی انسان بغیر ایک قدم اٹھائے سینکڑوں میل کا سفر آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ سمندر پار کر جاتا ہے ایک قطرہ پانی اس کے بدن کو نہیں چھوتا۔ بے پر و بال کے ہوا میں اڑتا پھرتا ہے اسے گرنے کا خوف تک نہیں آتا۔ گھر بیٹھے سینکڑوں میل کی خبریں سن سکتا ہے۔ گھر بیٹھے اعزہ و اقربا اور دوستوں کے حالات معلوم کر لیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر افسوس دنیا ایسی ناقدر شناس واقع ہوئی ہے کہ کبھی بھول کر بھی اپنے محسن کی طرف نہیں دیکھتی۔ ذرہ برابر بھی اس کا خیال دل میں نہیں لاتی۔ اس زمانے کا انسان ظاہری آرام و آسائش کے لحاظ سے گذشتہ زمانوں پر فوقیت ضرور رکھتا ہے مگر دوسرے زمانوں سے بڑھ کر ناشکرا اور ناقدرا واقع ہوا ہے۔

خالق حقیقی کے احسانات کا شکر کرنا تو درکنار وہ تو سرے سے خدا کی ہستی کا ہی منکر بن بیٹھتا ہے۔ دنیا کا ایک حصہ خدا کی اطاعت کو لعنت قرار دے چکا ہے۔ ہزاروں لاکھوں نے اپنے خالق مالک رحمن خدا کو بالکل بھلا دیا ہے ہر دن رات اس کی نافرمانی میں مست ہیں۔ شر اور فساد اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہر انسان مجسم فتنہ نظر آنے لگا ہے خدا ترسی نام کو باقی نہیں رہی۔ جس کی وجہ سے سائنس کے متوالے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم تباہ کن راکٹ وغیرہ بنا کر ایک بڑی طاقت کے مالک بن بیٹھے ہیں یہ وہ نہیں جانتے کہ انکے یہی مہلک اسلحہ اُن کی اپنی تباہی کا پیغام رکھتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ظاہری طور پر تو اس زمانہ کے لوگ بڑے آرام میں ہیں مگر باطنی اور روحانی سکینت دلوں سے جاتی رہی ہے امن سکھ چین دلوں سے غائب ہو گیا ہے۔ ہر وقت انہیں خوف دامنگیر ہے کہ نہ جانے کس وقت کیا ہو جائے کہیں ذرا سا کھٹکا ہوا۔ فوراً ساری دنیا چونک پڑتی ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ ہر سمت فساد ہراس کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ حکومتیں حکومتوں پر چڑھائی کرنے کی فکر میں ہیں۔ بڑی بڑی حکومتیں چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو ہڑپ کرنے کی تیاری میں مصروف ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ دنیا کا سکھ اور چین ظاہری اور باطنی طور پر اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک انسان کا تعلق اس کے حقیقی خالق و مالک کے ساتھ استوار نہ ہو اس رشتہ کو قائم کرنے اور دنیا کی اصلاح کے لئے اپنی قدیم سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں ایک شخص کو بھیجا ہے جس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد ہے جو صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قادیان نامی ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔

اس نے آکر دنیا والوں کو خدا کی ہستی کا ثبوت دیا۔ اُس کے ذریعہ اس خدا کے رحم و کرم اور فضل و احسان اور غضب و ناراضگی کے بیسیوں نشانات ظاہر ہوئے۔ باوجود بڑی مخالفت کے خدا نے اُس کی تائید کی اور اس کو اس کے دشمنوں پر غلبہ بخشا۔ وہ لوگ جنہوں نے اسے قبول کیا وہ خدا کے مقرب بن گئے۔ اور خدا کی تائید ان کے ساتھ رہی اور آب بھی ساری دنیا میں اس کے متبعین پائے جاتے ہیں یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ، ایشیاء۔ آسٹریلیا۔ انڈونیشیا، چین، جاپان وغیرہ دنیا کے قریباً تمام ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں اس کے متبع پھیل گئے۔ اس نے آکر دنیا والوں کو سکھ چین اور سلامتی کے ساتھ رہنے کے گُر بتائے۔ اس نے کہا کہ خدا سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔ مرنے کے بعد ہر انسان اپنے اچھے اور بُرے اعمال کی جزا سزا ضرور پائے گا۔ دل میں خدا کا خوف پیدا کرو ساتھ ہی ہمیشہ اس کی رحمت کے امیدوار رہو۔ تمام لوگوں کو اپنا بھائی جانو۔ کیونکہ جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے۔ تمہاری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی اسی خدا کی مخلوق ہیں۔ ہم سب ایک خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ اور آپس میں بھائی ہیں۔ تم اپنے لئے جو پسند کرتے ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے پسند مت کرو۔ مذہبی پیشوا سب کے سب قابل احترام ہیں۔ اس لئے دوسروں کے مذہبی بزرگوں کو توہین سے یاد کرنا اچھا نہیں۔ دوسروں کے مذہب کے بارے میں کسی پر کسی قسم کا جبر روا نہیں کیونکہ مذہب کا معاملہ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ہر شخص کو اس کی پوری آزادی ہونی چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پس مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس خدا کے اس فرستادہ کی آواز پر لبیک کہا۔ اس کی تعلیم پر عمل کیا اور ظاہری آرام و آسائش کے ساتھ دلی اطمینان و سکون حاصل کیا۔ خدائے رحیم و کریم کی رضا اور خوشنودی حاصل کی۔

اے رحیم و کریم خدا تو دنیا والوں کے دلوں میں اپنی عظمت بھر دے تا وہ تیری طرف رجوع کریں۔ تجھ سے تعلق جوڑیں۔ اور تیرے فضل و کرم سے لطف اندوز ہوں۔ آمین آمین

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

تبلیغی اور تربیتی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمایا اور آج دنیا کے کونے کونے میں جو مبلغین تبلیغ اسلام و احمدیت کر رہے ہیں وہ اکثر مدرسہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کا نیا تعلیمی سال وسط اپریل [illegible] سے شروع ہو رہا ہے احباب جماعت کو اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے بھجوانا چاہیئے۔ باہر سے آنے والے بچوں کے لئے بورڈنگ کا انتظام ہے۔ اور کم از کم اوسطاً ماہانہ خرچ -/۳۰ روپے (تیس روپے) ہے۔ جن دوستوں میں اتنے اخراجات کی استطاعت نہ ہو تو طالب علم کی اچھی تعلیمی حالت اور والدین کی مالی حالت کے پیش نظر مرکز سے بھی وظیفہ دیا جاتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ ابھی سے نظارت تعلیم و تربیت سے فارم متعلقہ طلب کر کے پُر کر کے ارسال کریں تاکہ باہر سے آنے والے لڑکوں کو بروقت بلایا جا سکے۔ ایسی درخواستیں امیر یا پریذیڈنٹ صاحب مقامی کی سفارش اور تصدیق کے ساتھ آنی ضروری ہیں۔ داخلہ کا معیار مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ کم از کم مڈل تک تعلیم ہو۔
۲۔ اردو اچھی طرح لکھ پڑھ سکتا ہو
۳۔ قرآن کریم ناظرہ پڑھنا جانتا ہو
۴۔ صحت اور اخلاقی حالت اچھی ہو

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

احمدیوں اور غیر احمدیوں کا سیاسی موقف

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(۱)

ذیل کا مضمون کتاب "فتنۂ قادیانیت" شائع کردہ ادارہ اہل سنت والجماعت حیدر آباد دکن کا جواب ہے جو مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے تیار فرمایا ہے اس کی پہلی قسط شائع کی جا رہی ہے (ادارہ)

حیدر آباد دکن کے "ادارہ اہل سنت والجماعت" کی طرف سے "فتنۂ قادیانیت" نامی ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے جماعت احمدیہ کو "انگریز دوستی" کا طعنہ بھی دیا گیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ "انگریز دوستی" اور "انگریز دشمنی" کے پس منظر پر روشنی ڈالوں تا قارئین کرام دونوں مسلکوں کے حسن و قبح سے واقف ہو جائیں۔

پہلے میں ان لوگوں کا تعارف کراتا ہوں جو بار بار جماعت احمدیہ کو انگریز دوستی کا طعنہ دیا کرتے ہیں۔ تا یہ معلوم ہو کہ ان کو انگریز دشمنی کے مقام تک پہنچنے میں کتنے تغیرات سے گذرنا پڑا۔ اور کب انہوں نے "انگریز دشمنی" کو "خدا دوستی" کی سب سے بڑی علامت قرار دیا۔

تحریک ولی اللّٰہی

کہتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے وقت سے ہندوستان میں علماء کرام ایک اصلاحی تحریک چلا رہے ہیں۔ اس حزب ولی اللّٰہی کا نصب العین اسلامی سماج کو داخلی و خارجی مفاسد سے پاک کرنا تھا۔ اس جماعت کی کارگزاری اڑھائی سو سال کے لمبے عرصہ پر پھیلی ہوئی ہے۔ ان کی مرتب کردہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے زمانے میں یہ حزب ولی اللّٰہی کبھی چین اور سکھ کی نیند نہیں سوئی۔ اس جماعت کی طرف سے ایک کے بعد ایک تحریک چلائی گئی۔

مسلمان، انگریز، مرہٹے اور خالصہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ عالمگیر کے لڑکے شاہ اعظم اور ان کے جانشینوں کے ہم عصر تھے۔ بادشاہ عالمگیر نے اپنی اولاد کے لئے ایک وسیع و عریض سلطنت چھوڑی تھی۔ مگر ان کے بعد مرہٹوں نے نئے عزم اور نئے حوصلے سے خروج کیا۔ اور شاہ عالم کے زمانے میں مغلوں کے مدمقابل بن کے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح شاہ عالم کے زمانے میں مغلوں کے علاوہ ایک اور منظم طاقت ہندوستان میں پیدا ہو گئی اور دوسری طرف مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی یعنی ان کی مذہبی۔ اخلاقی اور علمی حالت دنا بدن گرتی گئی۔ تھوڑے ہی دنوں میں

اس دور کے عہد کے اس جلیل القدر مفکر نے محسوس کیا کہ ہندوستان اب ایک نیا نظام چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آنے والے ہندوستان کا ایک مذہبی اقتصادی اور سیاسی ڈھانچہ تیار کیا۔ ان کی معرکۃ الآراء تصانیف "حجۃ اللہ البالغہ" اور "البدور البازغہ" میں ایک صالح معاشرے کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ آج ان کے بعض تصورات "کارل مارکس" اور "اینگلز" کے تصورات سے بھی ملتے جلتے ہیں۔ جیسے محنت اور ذرائع آمد وغیرہ

شاہ عبدالعزیز رح

شاہ ولی اللہ رح کے بعد ان کی گدی پر حضرت شاہ عبدالعزیز رح محدث دہلوی بیٹھے۔ ان کے زمانے میں ہندوستان میں دو دو قوتوں نے قدم جمالئے۔ ایک انگریزوں کی تھی۔ دوسری سکھوں کی یعنی اب ہندوستان پر چار طاقتیں راج کر رہی تھیں۔ مسلمان۔ مرہٹے۔ انگریز اور سکھ

سید احمد بریلوی و مولانا اسمٰعیل شہید

حضرت شاہ عبدالعزیز رح کے زمانے میں اس حزب ولی اللّٰہی کو دو زبردست لیڈر ہاتھ آئے یعنی حضرت سید احمد بریلوی اور مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ۔ ہندوستان کی صورت حال ان بزرگوں کے سامنے تھی۔ ان بزرگوں کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیاسی اقتدار یا ہوس حکمرانی سے بہت دور رہتے۔ یہ صرف ملک میں امن و امان اور عقیدہ و عبادت کی آزادی چاہتے تھے۔ ان کا عقیدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ان کو اس زمانے میں ملکی۔ انسانی اور ایمانی اقدار کی حفاظت کے لئے پیدا کیا تھا۔ وہ ملک میں امن و امان قائم کرنے اور قوم کو عقیدہ و عبادت کی آزادی دلانے کے لئے میدان جہاد میں اترنے کو تیار تھے۔ حضرت امام حسین رض کی طرح فتح و شکست کے خیال سے بلند ہو کر۔

دار الاسلام و دار الحرب

[illegible] سے جب ان بزرگوں نے مسلمانوں۔ مرہٹوں اور انگریزوں کی حکومت پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان تینوں حکومتوں میں امن و امان بھی ہے اور عقیدہ و عبادت کی آزادی بھی۔ اس لئے انہوں نے ان حکومتوں پر "دار الحرب" ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔ نہ ان کے خلاف قانون شکنی۔ ترک موالات اور جہاد کا اعلان کیا۔ بلکہ ان حکومتوں میں پُر امن اور وفادار شہری بنکر عزت کی زندگی گذارتے رہے۔ لیکن جب انہیں خطۂ پنجاب کے متعلق معلوم ہوا کہ وہاں کی مسلمان رعایا عقیدہ اور عبادت کی آزادی سے محروم ہے تو فوراً ان کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ اسی سلسلہ میں "شہادت گاہ بالاکوٹ" کا دردناک واقعہ پیش آیا جسے پڑھ کر آج بھی بے ساختہ زبان سے یہ نکلتا ہے کہ

شکست و فتح تو قسمت سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

سید احمد بریلوی کا مسلک

سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت "سوانح احمدی" میں مذکور ہے کہ آپ سے کئی مرتبہ یہ سوال کیا گیا کہ آپ بغرض جہاد پنجاب کیوں جاتے ہیں۔ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف اعلانِ جہاد کیوں نہیں فرماتے۔

آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ ہماری اس مہم کا مقصد ملک گیری نہیں ہے۔ ہم تو صرف امن و امان اور عقیدہ و عبادت کی آزادی چاہتے ہیں۔ اس لئے پنجاب جا رہے ہیں کہ یہ خطہ ان نعمتوں سے محروم ہو گیا ہے۔ انگریزوں کی عملداری میں تو پہلے ہی امن و امان اور عقیدہ و مذہب کی آزادی ہے۔ یہاں جہاد کرنا غیر ضروری و ناجائز ہے

"تواریخ عجیبہ" یا "تواریخ احمدی" جو سید احمد بریلوی کے حالات زندگی پر پہلی کتاب ہے اور جو اس وقت لکھی گئی جبکہ جماعت مجاہدین کے بڑے بڑے مشاہیر زندہ تھے اس کتاب میں کم سے کم تین جگہ سید احمد بریلوی کا یہ جواب منقول ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ روایت مستند ہے اور آپ کا یہی جواب آپ کی سیرت و سنت کے مطابق ہے

مولوی ولایت علی عظیم آبادی

حضرت سید احمد بریلوی کے بعد اس جماعت کی رہبری آپ کے خلیفہ مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی کے سپرد ہوئی۔ "شہید بالاکوٹ" کے خلفاء میں مولانا اسماعیل شہید رح کے بعد آپ ہی کا مقام سب سے اونچا ہے۔ آپ کو سید احمد بریلوی سے اتنی عقیدت اور جماعت مجاہدین سے اتنی محبت تھی کہ عظیم آباد کی خاندانی جاگیر چھوڑ کر وہاں جاکر مقیم ہو گئے جہاں اس جماعت کے باقی لوگ پناہ گزین تھے۔ یعنی استھانہ، سرحد۔ لیکن آپ کے زمانے میں پنجاب کی صورت حال بدل گئی۔ یہ خطۂ ملک بھی انگریزوں کے زیر اقتدار آگیا۔ اور یہاں کے باشندوں کو بھی امن و امان اور عقیدہ و عبادت کی آزادی مل گئی۔ اس لئے اب تک جو مجاہدین ادھر ادھر پنجاب کی حکومت پر دھاوے مارتے پھرتے تھے۔ آپ نے یہ سلسلہ بھی ختم کر دیا۔ اور جماعت مجاہدین اب ہمہ تن ذکر الٰہی، تزکیہ نفس اور تلاش معاش میں مشغول ہو گئی۔

مولوی ولایت علی کا سیاسی موقف

آپ کا سیاسی موقف یہ تھا کہ انگریز تو انگریز آپ اس کے خلاف بھی جہاد کرنا ممنوع سمجھتے تھے جو انگریزوں کی حمایت میں آگیا تھا۔ جیسے مہاراجہ کشمیر۔ اسی بنا پر چھوٹے بھائی مولوی عنایت علی صاحب سے آپ کی ان بن ہو گئی۔

مولوی عنایت علی

مولوی عنایت علی صاحب سپاہیانہ مزاج کے آدمی تھے۔ مولوی ولایت علی صاحب کی وفات کے بعد جماعت کی رہنمائی انہیں کے حصے میں آئی۔ انہوں نے جماعت میں پھر جہاد و قتال کا ذوق پیدا کر دیا۔ جماعت مجاہدین جو ذکر و فکر کے خشک مشاغل سے اکتا گئی تھی۔ فوراً میدان جنگ میں کود آئی۔ مگر اب وہ پرانی حکومت تو تھی نہیں کہ اس پر دھاوے مارتے۔ اس لئے اب انگریزوں پر حملے شروع کر دیئے۔ اور آہستہ آہستہ "استھانہ" انگریزوں کے خلاف جہاد کا ایک مرکز بن گیا۔ انگریزوں اور اہل استھانہ کے درمیان ایک لمبے عرصہ تک جنگ ہوتی رہی۔

جہاد استھانہ کی شرعی حیثیت

مولوی عنایت علی صاحب کے جہاد کی حیثیت کیا تھی ظاہر ہے کہ یہ ایک مہم تھی جو سید احمد بریلوی۔ مولانا اسمٰعیل شہید اور مولوی ولایت علی عظیم آبادی کے فتوے کے خلاف جاری کی گئی۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے اور آپ کی سیرت بھی اس مہم کے خلاف تھی۔ اس کے علاوہ یہ اقدام "علماء جونپور" کے اس فتوے کے بھی خلاف تھا۔ جس میں مرہٹوں کی حکومت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس حکومت میں امن و امان اور عقیدہ و عبادت کی آزادی ہے۔ اس لئے اس کے خلاف جہاد ممنوع ہے۔

کانگریس

لیکن جب کانگریس نے ملک میں انگریزی راج کے خلاف تحریک چلائی اور ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی تو "جمعیۃ علماء ہند" اور اس کے زیر اثر اداروں نے "شہید بالاکوٹ" اور دوسرے بزرگانِ حزب ولی اللّٰہی کی سیرت و سنت چھوڑ کر مولوی عنایت علی صاحب کا

طریقہ اختیار کیا۔ اور انگریز دشمنی ایمان کی سب سے بڑی علامت سمجھی گئی۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ اس سلسلہ کے کسی بزرگ نے تو انگریزوں کے خلاف اقدام نہیں کیا تو جواب دیا کہ ان بزرگوں کا اصل نصب العین انگریزی راج ہی کے خلاف اعلان جہاد تھا۔ مگر وہ زندگی بھر تقیہ کرتے رہے۔ البتہ مخصوص احباب کی مجلس میں اپنے اس ارادے کا اظہار کرتے رہتے۔ اور اب جو سید احمد بریلوی کی سیرت "غلام رسول مہر" یا سید ابوالحسن ندوی "نے لکھی ہے وہ اسی نقطۂ نظر سے لکھی ہے۔ ہم تو بحمد اللہ اس عقیدے پر قائم ہیں کہ سید احمد بریلوی کا سیاسی موقف وہی تھا جو آپ کے عمل اور فعل سے ظاہر ہے۔ ہم آپ کے قول و فعل میں تضاد نہیں مان سکتے۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق وہ اس دور کے جلیل القدر پیشوا تھے۔ جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح انسانی اقدار کی حفاظت کے لئے شہادت گاہ میں تشریف لائے۔ لیکن جو آج یہ کہتا ہے کہ ان بزرگوں کا نصب العین کچھ اور تھا۔ اور وہ اپنے مخفی عزائم کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ ان کی زبان پر کچھ اور ہوتا تھا اور دل میں کچھ اور۔ تو اس قول کے بعد ان بزرگوں کی شخصیت "پُر اسرار" ہو جاتی ہے۔ اور جب تک یہ خیال قائم ہے۔ اس سلسلہ کے لوگوں کی شخصیت "پُر اسرار" ہی رہے گی۔

مخالفین احمدیت سے ایک سوال

اب ہم جماعت احمدیہ کو انگریز دوستی کا طعنہ دینے والوں سے پوچھتے ہیں کہ جب "دارالاسلام" کی تعریف میں فقہ نے اس بات کا ہونا ضروری ہے کہ اس ملک میں "شرعی حدود و تعزیرات" کا نفاذ ہوتا ہو۔ تو پھر آپ لوگوں کی طرف سے "آزادی ہند" کے بعد ہندوستان کے "دارالحرب" ہونے کا اعلان کیوں نہیں کیا گیا۔ اور علماء کرام کی طرف سے قانون شکنی و ترک موالات کی تحریک جاری کیوں نہیں رکھی گئی؟ دل کی گہرائی میں یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی ملک اس وقت تک "دارالاسلام" نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہاں مسلمانوں کی "امارت" اور حدود و تعزیرات کا نفاذ نہ ہو۔ دوسری طرف بھارت جیسے جمہوری راج سے اظہار وفاداری کرنا جہاں انگریزی راج ہی کی طرح شرعی حدود و تعزیرات کا نفاذ ممنوع ہے اگر یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے!

یہ لوگ دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں بھی ایک راست باز انسان کی زندگی نہیں گزار سکتے۔ ان کو ہر جگہ سیاست اور قوانین میں نظام باطل کا عمل دخل نظر آئے گا۔ دل اس نظام سے بغاوت کرنا چاہے گا مگر ماحول سے مجبور رہو گا۔ وہ قومی جھنڈے کو سلام بھی کرے گا۔ "دستور" کے سامنے حلف وفاداری بھی اٹھائے گا۔ مگر خواہش یہ ہو گی کہ کاش اس نظام کے خلاف بغاوت برپا ہو۔ یہ ذہنی کشمکش صرف تکلیف دہ ہی نہیں بلکہ انسان کو سوسائٹی میں بے اعتبار بھی بنا دیتی ہے۔

جماعت احمدیہ کا سیاسی موقف

اس کے مقابل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تعلیم ہمارے سامنے پیش کی وہ انسانی اقدار کی کیسی محافظ ہے۔ ہمارا یہ دعوے ہے کہ آج آپ ہی کی تعلیم سے حضرت سید احمد بریلوی کی عظمت بھی زندہ ہے۔ ہم بھی آج اپنے قومی جھنڈے کو سلام کرتے ہیں۔ اور اپنے دستور کے سامنے اظہار وفاداری کرتے ہیں۔ مگر ہمارے قول و فعل میں نفاق کا شائبہ بھی نہیں۔ ہمارے سامنے آپ کا یہ قول ہے کہ

> ہمیں وہ (اسلام) یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم اس بادشاہ کا شکر نہ کرو جس کے زیر سایہ تم امن سے رہتے ہو تو پھر تم نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا (ستارہ قیصریہ)

آپ کا یہ قول ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اور ہم اسی کی روشنی میں آج "دستور ہند" کے سامنے بھی صدق دل سے اظہار وفاداری کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ

> "انگریزی راج" کے بعد اپنا "جمہوری راج" بھی خدا کی ایک نعمت ہے اس حکومت میں پُر امن اور وفادار بنکر رہنا ہمارا قومی۔ اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

ہمارے امام عالی مقام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کے اسی قول کی روشنی میں "آزادی ہند" کے بعد جماعت احمدیہ کی اس پالیسی کا اعلان فرمایا کہ

> جس حکومت میں رہتے ہو اس کے فرمانبردار رہو۔ پس جو ہندوستان میں رہتے ہیں ہم ان کو بھی کہیں گے۔ کہ ہندوستان کی حکومت کی فرمانبرداری کرو۔ اور جو پاکستان میں رہتے ہیں ہم ان کو بھی یہی کہیں گے کہ پاکستان کی حکومت کی فرمانبرداری کرو۔ اور یہی تعلیم انڈونیشیا۔ عرب۔ یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ۔ انگلستان۔ فرانس جرمنی۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ ایبے سینیا۔ مصر اور دیگر حکومت کے ماتحت رہنے والے احمدیوں کو ہو گی"
>
> (اخبار الرحمت ۱۱ نومبر ۱۹۴۹ء)

• مؤلف "فتنۂ قادیانیت" کو جماعت احمدیہ کے سیاسی موقف پر عدل و انصاف سے غور کرنا چاہیئے تھا۔ جماعت احمدیہ ایک امن دوست جماعت ہے۔ اس لئے وہ کسی حکومت کے خلاف قانون شکنی و ترک موالات کر کے ملک کا امن درہم برہم کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے۔

شرائط بیعت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اولوالامر کی تفسیر میں صاف فرمایا ہے کہ اس سے مراد ملک کی بیرونی حکومت ہے جس پر ملک کے امن و امان کا انحصار رہے۔ آپ نے ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کا جو "منشور" شائع کیا۔ جو سلسلہ احمدیہ کی اصطلاح میں "شرائط بیعت" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی دفعہ ۲ میں نہایت وضاحت سے یہ عہد لیا۔

> دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا"

اس شرط بیعت سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے قانون شکنی ترک موالات۔ اور بغاوت کے خیالات سے دل کو پاک و صاف کرنا ضروری ہے یہاں احمدی محض رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے اپنے امام کے سامنے یہ مقدس عہد باندھتا ہے۔ اور اسی عہد کا احترام کرتے ہوئے ہر ملک میں ہر حکومت کے زیر سایہ ایک معزز اور وفادار شہری کی طرح زندگی گزارتا ہے۔ از روئے انصاف و دیانت جماعت احمدیہ کی یہ پالیسی نہ خوشامد کہلا سکتی ہے نہ ابن الوقتی بلکہ یہ اپنے اصول پر چلنے کا ایک اولوالعزم مظاہرہ ہے۔

(باقی)

چند تاریخی یادداشتیں

مرتبہ حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ایدہ دام فیضہ

① حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲ فروری دوشنبہ ۶۱۰ء نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور کلام اللہ کے نزول کی ابتداء ہوئی ——!!

② حضور انور ۲ مارچ ۶۱۹ء شب چہار شنبہ ماہ رجب میں معراج ہوا۔ یعنی آپ کو آئندہ ہونے والے ترقیات و ترقیات میں اسلام کے نظارے دکھائے گئے ——!!

③ ۶۲۲ء حضور نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ ۱۲ ربیع الاول مدینہ پہنچے۔ بروز جمعہ پہلی نماز جمعہ سو صحابہ کے ساتھ ادا فرمائی۔

④ ۶۲۳ء ظہر عصر عشاء کی مکمل چار چار رکعتیں فرض ہوئیں۔

⑤ روزوں کا حکم ۲ھ ۲۶ رمضان کو ہوا مطابق ۶۲۴ء عید سے چار دن پہلے نماز عیدین صدقہ فطر۔ قربانی کا تقرر۔ شوال ۲ھ زکوٰۃ فرض ہوئی۔

⑥ جس سال حضور کو نبوت ملی اسی سال حضرت عائشہ صدیقہ پیدا ہوئیں۔ اس حساب سے ان کی عمر بوقت رخصتانہ جو ۲ھ ہجری کو ہوا ۱۵ سال بنتی ہے (۶ یا ۹ سال غلط ہے) اپنی بہن اسماء سے دس سال چھوٹی تھیں۔ اسماء بنت ابی بکرؓ کی عمر ۲ھ ہجری کو ۲۷ سال تھی۔ اس حساب سے بھی عمر ۱۶ سال بنتی ہے۔

تاریخ وفات شیخ محمد احمد صاحب مظہر پانی پتی مرحوم

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

غم ہے اکمل محمد احمد کا جو جوانی میں داغ دے کے گیا

کہہ دو یہ خلد میں ہوا داخل ٭ غفر اللہ لہٗ بھی آئی صدا

۱۳۸۱ھ ۱۳۸۱

وادی کشمیر کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر

(۵)

روانگی ہاری پاری گام براستہ اسلام آباد

مورخہ ۳۱ر اکتوبر کو مجاہدین احمدیت کا یہ وفد براستہ اسلام آباد ہاری پاری گام کے لئے روانہ ہوا۔ اسلام آباد کشمیر کے اچھے شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں بعض افسران حکومت سے ملاقات کرنے کے لئے وفد نے چند گھنٹے قیام کیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب سے ملاقات کے لئے ان کے دفتر اور بعد ازاں ان کی کوٹھی پر پہنچے لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب موصوف کسی ضروری کام کے سلسلہ میں سرینگر تشریف لے جا چکے تھے۔ امر متعلقہ کے لئے ان کے عملہ سے بات چیت کی اور سلسلہ کا لٹریچر اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر صاحب کے نام دے کر وہاں سے واپس آ گئے۔ اسی طرح رجسٹرار صاحب کو اپریٹو سوسائٹیز کے دفتر میں پہنچے جہاں مانڈوجن کے زلزلہ زدگان کے نقصان زدگان کی درخواست دینا مقصود تھی۔ رجسٹرار صاحب بھی سرینگر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کے عملہ سے بات چیت کی گئی۔ اور انہیں بھی لٹریچر دیا گیا۔ بعد ازاں پبلک کے بعض احباب سے ملاقات کی خیرباغ کے علاقہ میں بنگال کے ایک برہمچاری سے جو ایک مندر کے منتظم ہیں ملاقات ہوئی۔ ان سے مذہب اسلام کے بارے میں بات چیت ہوئی۔ انگریزی اور ہندی کا لٹریچر انہیں دیا گیا۔ بات چیت کے بعد انہوں نے وہاں کے مشہور گندھک کا چشمہ اور اپنا مندر جس کے وہ منتظم ہیں وفد کو دکھایا۔ اور بڑی محبت اور رواداری سے پیش آئے۔ کچھ لٹریچر وہاں مقیم سکھ بھائیوں کو دیتے ہوئے وفد نے ہاری پاری گام جانے کی تیاری کی۔ اور مغرب کے قریب بذریعہ بس وفد ہاری پاری گام روانہ ہوا۔ یہ گاؤں سلسلہ ہائے کوہ میں سڑک سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔ سامان وغیرہ لانے کے لئے مقامی انتظام کے مطابق اسکول کے لڑکے سڑک پر بھیج دیئے گئے تھے۔ جن کے ہمراہ وفد کے ممبران عشاء سے قبل ہی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ وفد کے قیام و طعام کا انتظام مکرم غلام محمد صاحب راتھر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کے مکان پر تھا۔ جنہوں نے تا قیام وفد مہمان نوازی کا کما حقہٗ حق ادا فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یکم نومبر ۱۹۶۱ء کو بعد نماز فجر مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے قرآن مجید کی چند آیات کا درس دیا۔ اس کے بعد حسابات کی چیکنگ کی گئی۔

ہاری پاری گام میں تبلیغی جلسہ

مورخہ یکم نومبر ۱۹۶۱ء بعد دوپہر قریب ایک بجے ایک پبلک تبلیغی جلسے کا انتظام کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ قرآن پاک کی تلاوت مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کنز پورہ نے کی۔ اور اطفال الاحمدیہ نے ایک نظم بعنوان "قرآن سب سے اچھا" مل کر پڑھی۔ خاکسار جب شروع شروع میں یہاں وارد ہوا تو اطفال کیا نوجوان بھی تعلیم احمدیت اور بالخصوص نظام احمدیت سے دور تھے۔ خاکسار نے دن رات کی لگاتار محنت سے ہر خورد و کلاں میں احمدیت کی تعلیم راسخ کرنے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب بفضلہٖ ایزدی احمدی نوجوان باقاعدہ نمازوں میں شرکت کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی نظمیں راستوں میں خوش الحانی سے پڑھتے ہوئے جاتے ہیں۔ جب ان سب بچوں نے مل کر نظم پڑھی تو مولانا صاحب نے بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ تبلیغ کا ایک اہم گر یہ بھی ہے کہ جماعت کا ننھا پود جن کے کندھوں پر آئندہ قوم کا بوجھ پڑنے والا ہے احمدیت کی تعلیم کو کما حقہٗ راسخ کر دیا جائے۔

اس نظم کے بعد صاحب صدر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے قریب ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے

خصوصیات جماعت احمدیہ

پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ قومی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس قوم اور اس جماعت کا ایک امام ہو۔ اس قوم اور جماعت کے پاس بیت المال ہو۔ اس قوم اور جماعت کے اندر قربانی کی عظیم الشان روح موجود ہو۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ قوم جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہو۔ آپ نے پبلک سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مجلس میں سنی شیعہ اور بعض دیگر فرقوں کے لوگ بھی موجود ہیں۔ مگر وہ سنجیدگی سے اس امر پر غور کریں کہ کیا ان کے پاس کوئی ایسا امام موجود ہے جس کی آواز پر پوری کی پوری قوم لبیک کہتی ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ایک امام ہے۔ جس کے ارشادات کی روشنی میں جماعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ بغیر کسی قومی فنڈ کے کوئی قوم اپنی تحریکات کو زندہ نہیں رکھ سکتی۔ مسلمانوں کے کسی فرقہ کے پاس آج بیت المال نہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ اپنا ایک بیت المال رکھتی ہے اس بیت المال میں آمدہ روپیہ بغیر حساب و کتاب کے خورد برد نہیں کیا جاتا بلکہ امام وقت کی نگرانی میں اس کے ایک ایک پیسہ کا حساب رکھا جاتا ہے۔ اور وہ قوم کی ایک امانت سمجھ کر نہایت ہی دیانتداری کے ساتھ اسلام کی اشاعت اور دیگر اہم تحریکات میں صرف کیا جاتا ہے۔ مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور ان میں بڑے بڑے پیسے والے بھی موجود ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ توفیق نہیں دی کہ وہ اشاعت اسلام ایسے اہم فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں مگر جماعت احمدیہ کے کمزور اور غریب افراد بھی اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی میں تن من دھن سے مصروف ہیں۔ اور اپنے اموال کا بیشتر حصہ اشاعت اسلام کے لئے دے رہے ہیں۔ نیز سینکڑوں نوجوان امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے وطنوں سے بے وطن ہو چکے ہیں۔

تقریر کے آخر میں آپ نے عام دعوت دی کہ جماعت احمدیہ کے اس جہاد کبیر میں آپ بھی شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔ چونکہ ہاری پاری گام کے اس جلسہ میں شرکت کرنے والے ایسے احباب بھی تھے جو صرف کشمیری زبان سمجھ سکتے تھے اس لئے مولانا موصوف کی اس تقریر کا کشمیری زبان میں ساتھ ہی ساتھ ترجمہ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ کنز پورہ کرتے گئے۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ کنز پورہ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی آپ نے ان نشانات کا تذکرہ کیا جن کا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے ساتھ ہونا [illegible] تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ [illegible] کے دعاوی پر اور پھر آپ کی کامیابی اور جماعت کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے حق میں ہے اس لئے ہم سب کو اس آواز پر کان دھرنا چاہیئے۔ جو اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء کے ماتحت بلند ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے اس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

آپ کی تقریر کے بعد ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی ایک نظم سنائی گئی۔ اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

اس جلسہ میں احمدی حضرات کے علاوہ متعدد غیر احمدی احباب بھی شامل تھے۔ اور جلسہ کے ختم ہونے پر اکثر افراد نے یہ کہا کہ جہاں تک جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا معاملہ ہے اس میں کوئی جماعت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان کی تبلیغی جدوجہد سے انکار کیا جا سکتا ہے۔

جلسہ کے ختم ہوتے ہی اراکین وفد نے عصر کی نماز ادا کی اور حسب پروگرام سرینگر جانے کی تیاری کی۔ (باقی)

درخواست ہائے دعا

۱۔ برادرم مسعود احمد صاحب دہلی گیٹ لاہور اس سال ایم ایس سی کا امتحان دے رہے ہیں۔ بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور ہر طرح سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

خاکسار بشیر الدین احمد منتظم فضل عمر لائبریری حلقہ دہلی گیٹ لاہور

۲۔ خاکسار کا منجھلا لڑکا عزیز ظفر احمد اس سال کلکتہ یونیورسٹی کے سکول فائنل امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ امتحان ۲۲ر مارچ ۱۹۶۲ء کو شروع ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ عزیز موصوف کے اعلیٰ نمبروں میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار سید کریم بخش احمدی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اسسٹنٹ کلکتہ

۳۔ رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں یہ عاجز احباب جماعت سے نہایت عاجزانہ طور پر [illegible] اپنے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی روحانی اور جسمانی برکات سے وافر حصہ فرمائے اور مخالفین کے شر سے محفوظ رکھ کر اپنے دین کی خدمت کی بڑھ چڑھ کر توفیق دے۔

خاکسار خواجہ محمد صدیق خان

ناظر ڈی سی تھنو پونچھ

منقولات

"جماعت احمدیہ کی جرأت و مستعدی، جوشِ تبلیغ اور فرض شناسی کا ثبوت"

وزیر خزانہ حکومت ہند کو اسلامی لٹریچر کی پیشکش پر مولانا دریا آبادی صاحب کا تبصرہ

گذشتہ ماہ وزیر خزانہ حکومت ہند شری مرارجی ڈیسائی شمالی ہند کے دورہ کے سلسلہ میں قادیان کے قریب بمقام بٹالہ تشریف لائے تو جماعت احمدیہ قادیان کے سرکردہ افراد نے آپ کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ اس کی مفصل رپورٹ اخبار بدر مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۶۲ء میں شائع کی گئی۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی اپنے مؤقر ہفت روزہ صدق جدید مورخہ ۲ر فروری ۱۹۶۲ء میں اسی رپورٹ کا ایک حصہ نقل کر کے فرماتے ہیں:-

"...... یہی رندانِ قدح خوار ہوئے۔ ایک قادیانی

(احمدی) ہفتہ وار سے:-

"بٹالہ ۱۰ر جنوری۔ آج وزیر خزانہ حکومت ہند شری مرارجی ڈیسائی دورہ پر بٹالہ تشریف لائے۔ اور عیدگاہ کے میدان میں آل انڈیا کانگرس کے اصول اور کارناموں پر مفصل تقریر فرمائی۔ منتظمین کی دعوت پر جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب ..... اور جناب ..... موجود تھے۔ ڈیسائی صاحب کی اسٹیج پر آمد کے موقع پر مکرم مولوی ..... صاحب نے جماعت کی طرف سے ان کی خدمت میں خوش آمدید کہا اور مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا۔

(۱) سوانح و سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم (انگریزی)
(۲) " " " " (ہندی)
(۳) خصوصیاتِ قرآن (انگریزی)
(۴) پیغام صلح (انگریزی)
(۵) تحریک احمدیت (انگریزی)
(۶) اسلام: وقت کا مطالبہ (انگریزی)

وزیر صاحب نے خوشی اور شکریہ سے یہ لٹریچر قبول فرمایا۔ اور اپنی تقریر سے پہلے ان کتابوں کو سرسری طور پر دیکھا اور جلسہ کے اختتام پر یہ سب کتب اپنے ساتھ لیتے گئے۔"

مجمع ظاہر ہے ہزاروں کا ہو گا۔ اور اس میں اسمبلی کے ممبر، پارلیمنٹ کے ممبر اور معززین و تعلیم یافتہ سب ہی شامل ہوں گے۔ ایسے موقعوں پر ہمارے اپنے حضرات اہلِ حق فرمائیں کہ کتنی بار انہوں نے اس جرأت و مستعدی، جوش تبلیغ اور فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے؟ ــ خواجہ کمال الدین مرحوم نے غالباً ۱۹۱۲ء میں آج سے ۵۰-۵۱ سال پہلے جب لندن میں تبلیغی مشن قائم کیا تھا تو مولانا شبلی نے غالباً الندوہ میں جو نوٹ ان کی تائید و تعارف میں لکھا تھا یاد پڑتا ہے کہ اسی کیا یہ شعر بھی درج کیا تھا ؎

کام بھی زرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

دوسرا مصرعہ آج تک برمحل چلا آرہا ہے۔ (صدق جدید $\frac{۲}{۶۲}$ ۲)

اعلانِ دعا

کافی عرصہ کی کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے بھوڑ ضلع دھرمسال پر گنہ میں ایک نئی جماعت نکالی ہے۔ تیرہ خاندان جو کم و بیش پندرہ سولہ افراد پر مشتمل ہے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں یہ سب کے سب جوشیلے نوجوان ہیں اور خوب تبلیغ کرتے ہیں۔ قرب و جوار میں بھی سلسلہ کی ترقی کا اغلب قرینہ۔ درویشانِ دیار حبیب اور بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان دوستوں کی استقامت اور وہاں جماعت کی ترقی کیلئے اس ماہ مبارک میں خاص طور پر دعا فرمائیں نیز مدد نوجوان عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں انکی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد سلیمان پرانشلی پریذیڈنٹ سیکرٹری

چک امرچھ (کشمیر) میں ایک تربیتی جلسہ

مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک پر جماعت احمدیہ چک امرچھ تحصیل کولگام کشمیر کا بصدارت ماسٹر غلام محمد صاحب نائب امیر ایک جلسہ چند روز قبل مسجد میں منعقد ہوا جس میں مستورات اور احمدی و غیر احمدی احباب نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب نے کی۔ بعد راجہ غلام محمد خان صاحب نے ایک مضمون پڑھا۔ جس میں جماعت احمدیہ کی اہم ذمہ داریوں کے پیش نظر ادائیگی چندہ جات کی تحریک کی اور تنظیم کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ صاحب صدر نے الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت سورۃ والعصر کی تشریح کی اور واضح کیا کہ وقت کی قدر کرنی چاہیئے اور وقت کا فائدہ اٹھا کر نہ صرف عبادات اور دعاؤں میں ترقی کی جائے بلکہ اس وقت چندہ جات کی ادائیگی کی جانب زیادہ وصیات و تحریک زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد خاکسار منشی نصیر الدین سیکرٹری مال نے

ہستی باری تعالیٰ

پر تقریر کی اور بتایا کہ ایک انسان کو جب ہستی باری تعالیٰ پر سچا اور پکا ایمان پیدا ہوتا ہے۔ تو فطرۃً اس بڑی ہستی کے قوانین کی پابندی آسانی سے کرنا شروع کرتا ہے۔ جس طرح کہ دنیاوی حکومت پر جب انسان کو ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے تو وہ برابر اس حکومت کے قانون کی پابندی کرتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اچھا شہری کہلائے۔ اسی طرح جب خدائی حکومت پر اسے ایمان حاصل ہوتا ہے تو وہ اچھا انسان یا مرد مومن بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اور وہ تمام اوامر و نواہی کا پابند ہو کر انفاق فی سبیل اللہ۔ جہاد و عبودیت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر کسی صورت میں ایک قدم پیچھے کی طرف نہیں لوٹتا بلکہ آگے ہی آگے چلا جاتا ہے۔ اور یہی اس کا معراج ہوتا ہے۔ آپ نے بتلایا کہ درحقیقت لوگوں میں (مسلمان مرد۔ عورت۔ نوجوان) یہ خواہش ہی مفقود ہو چکی ہے کہ وہ قرآن کریم کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق ہستی باری تعالیٰ کے لئے تجسس کریں۔ اور جو لوگ تجسس کرتے ہیں انہیں عرفان حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے سائنس کی دنیا کے چند واقعات پیش کر کے بتلایا کہ کس طرح اب سائنس مجبور کر رہی ہے۔ کہ ایک وراء الوراء ہستی کو مان لینا ناگزیر ہے۔ اور نہ ماننے کے لئے کوئی جائے فرار نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک یعنی قرآن مجید میں جگہ جگہ پر انسان کو بتلایا ہے۔ جو اس غرض کو اپناتا ہے وہ معرفت حاصل کرتا ہے جو غور نہیں کرتا تو وہ بدقسمت دونوں جہان میں خسارہ میں رہتا ہے۔ آپ نے بتلایا کہ مسلمان بننے کے لئے بنیادی مسئلہ ہستی باری تعالیٰ اور اس ہستی کی قدرت کاملہ کا اپنے دماغ کی بساط کے مطابق موازنہ کرنا ہے۔ اور پھر مرد مومن بننے کی سعی کرنا۔ آپ کے بعد اسلام اور احمدیت پر مولوی عبد الرحیم صاحب نے تقریر کی۔ اور جماعت پر شعائر اسلامی کی پابندی اور مالی قربانی کی اہمیت واضح کی۔ جلسہ پورے چار گھنٹے تک جاری رہا۔ آخر میں صدارتی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔

الراقم
نصیر الدین سیکرٹری مال انجمن احمدیہ چک امرچھ

ایک معلّم کی شہادت

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

پاکستان میں وقف جدید کے آنریری معلّم محمد لطیف صاحب آف جاکے چیمہ ضلع سیالکوٹ جو جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء کے بعد ربوہ میں معلمین کی سالانہ تربیتی کلاس میں شرکت کی غرض سے ربوہ میں مقیم تھے۔ مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۶۲ء کو ربوہ بس کے اڈہ کے قریب لاہور سرگودھا روڈ پر کار کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت مرحوم کی عمر تقریباً ۲۵ سال تھی۔ اگلے روز مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئے۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک اور سلسلہ کے فدائی کارکن تھے۔ آبائی وطن فیض اللہ چک (ضلع گورداسپور پنجاب) تھا اور تقسیم ملک پر ہجرت کے بعد جاکے چیمہ ضلع سیالکوٹ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا اپنا نام آنریری کا طور پر وقف جدید میں پیش کیا۔ اور بڑے اخلاص سے سلسلہ کی خدمت سرانجام دی۔

مرحوم کی شہادت پر حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے ذیل کے اشعار کہے جن سے مرحوم کی تاریخ شہادت بھی نکلتی ہے۔

اک مبلغ کا انتقال ہوا
کار کے حادثہ میں ہو کے شہید
نام اس کا لطیف جاکے تھا
خدمتِ دین کا شوق بے حد تھا
بادلِ عبرت شہید عظیم
[illegible] ہجری شمسی

مجھ کو اس سے بڑا ملال ہوا
مل گئی ہے اسے حیات مزید
کام دن رات دینی کام سے تھا
آنریری وہ وقف سے تھا
ہجری شمسی برس ہوا تفہیم

اسلام کا بنیادی رُکن

زکوٰۃ

رمضان المبارک میں احباب خاص طور پر اس طرف توجہ کریں

زکوٰۃ کی فرضیت (۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ ادائیگی زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر مسلمان کے لئے زکوٰۃ دینا بھی ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ ادائیگی نماز۔ اگر کوئی شخص اس فریضہ کو ادا نہیں کرتا تو وہ ایسا ہی قابل مواخذہ ہے جیسا کہ تارک الصلوٰۃ

(۲) زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بناء پانچ ارکان پر ہے۔ اول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دوم نماز۔ سوم فرضیتِ زکوٰۃ۔ چہارم رمضان کے روزے رکھنے اور پنجم بیت اللہ کا حج۔ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہو۔ وہ اگر اسے ادا نہیں کرتا تو اس کا دعویٰ بغیر عمل کے ادعا زبانی ہے۔

زکوٰۃ کیوں دی جاتی ہے زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے تا اللہ تعالیٰ سے سچی محبت پیدا ہو اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ اور جذبہ پیدا ہو۔ حرص اور بخل کی بیخ کنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں بلکہ ظاہری اور جسمانی تکالیف، مصائب اور پریشانیوں سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ دینے سے اپنے مالوں میں کمی نہیں آتی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو اس سے ہمارے مالوں کو نقصان پہنچنے کا اور کم ہونے کا اندیشہ ہے یہ محض خیالی وسوسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ دیتے ہیں وہ لوگ اپنے اموال کو کم نہیں کرتے بلکہ بڑھاتے ہیں۔

چندہ الگ ہے اور زکوٰۃ الگ ہے یہ بھی یاد رہے کہ ایک مسلمان کے ذمہ مالی عبادت صرف زکوٰۃ دینا ہی نہیں بلکہ اور بھی کئی حقوق اللہ تعالیٰ نے اس پر رکھے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چندہ ہر ایک احمدی کے لئے لازمی اور حتمی قرار دیا ہے وہ زکوٰۃ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے اسی طرح موصیان کی طرف سے حصہ آمد کی ادائیگی بھی اس فریضہ سے الگ ہے۔ جو باوجود ان جملہ چندہ جات کے ادا کرنے کے پھر بھی واجب الادا ہے۔ اور جب تک اُسے زکوٰۃ کی نیت سے اور زکوٰۃ کی مد میں ادا نہ کیا جائے ادا نہیں ہوتا۔

زکوٰۃ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات زکوٰۃ کیا ہے يُؤْخَذُ مِنَ الْاُمَرَاءِ وَيُرَدُّ اِلَى الْفُقَرَاءِ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے۔ اس طرح باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔

۲۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کا سب مدیہ یہاں آنا چاہیئے ۳۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے۔

زکوٰۃ کی مرکز میں ترسیل یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت کو اس کی توفیق ملی ہوئی ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ میں زکوٰۃ کی ایک مد قائم ہے جس میں جماعت کے صاحب نصاب دوست زکوٰۃ کی رقمیں ہر سال بھجواتے ہیں۔ اور یہ رقوم عام طور پر رمضان المبارک میں بھجواتے ہیں۔ اور پھر صدر انجمن کی طرف سے غریبوں اور بیواؤں کو امداد اور وظائف ملتے ہیں۔ نہ صرف اپنی جماعت کے غرباء کو بلکہ غیر مسلم مستحقین کو بھی امداد دی جاتی ہے۔ حسن اتفاق سے یہ تحریک ایسے وقت میں احباب کی خدمت میں پہنچ رہی ہے کہ رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہے۔ اس لئے جملہ صاحب نصاب احباب کی خدمت میں (جنہوں نے تا حال امسال زکوٰۃ ارسال نہیں فرمائی) درخواست ہے کہ اس مہینہ میں زکوٰۃ کی رقم ارسال فرما کر دوہرا ثواب حاصل کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

جناب سردار امر سنگھ صاحب ووس سانجھ کو اسلامی لٹریچر کی پیشکش

قادیان مورخہ ۱۷ر فروری۔ آج کانگریس کمیٹی کے زیر اہتمام غلہ منڈی میں ایک جلسہ ہوا جس میں علاوہ دیگر مقررین کے جناب سردار امر سنگھ صاحب ووس سانجھ سابق جنرل سیکرٹری گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر و ایڈیٹر روزنامہ اجیت جالندھر خاص طور پر شریک ہوئے۔ جلسہ میں تقریر سے پہلے انہوں نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ سے جو جلسہ گاہ میں موجود تھے ملاقات کی۔ اور جماعت اور قادیان کے مختصر حالات دریافت کئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ نے ان کی خدمت میں اسلام اور احمدیت کے متعلق لٹریچر پیش کیا۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ آئندہ کسی وقت وہ آ کر احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات دیکھیں گے۔ اور کچھ وقت روحانی ماحول میں گزار کر محظوظ ہوں گے۔ (نامہ نگار)

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا سا اور معمولی حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں بحقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا بجا لانا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور نہ بجا لانا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی احکام میں سے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو نصف صاع غلہ مقرر کی ہے صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

چونکہ آج کل فطرانہ عام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اس کی ادائیگی رمضان میں ہی ہو جانی چاہیئے تا کہ مستحق ناداروں کی امداد عید سے قبل ہو جائے۔ اور وہ عید پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو تو کل جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے یا مقامی مستحقین سے رقم بچ جائے تو وہ بھی مرکز میں بھجوا دی جائے۔ قادیان میں غلہ کے نرخ کے لحاظ سے صدقۃ الفطر کی شرح ایک روپیہ مقرر کی گئی ہے

عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ قائم ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ ناظر بیت المال قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ ماہ فروری ۱۹۶۲ء میں ختم ہے!

- ۱۷۳۱ مکرمی میاں محمد شفیع صاحب دہرہ کلکتہ
- ۲۰۰۶ ؍ عبد الرشید صاحب سمبلپور
- ۱۰۰۸ ؍ سیٹھ معین الدین صاحب پنتہ کنٹہ
- ۱۲۶۳ ؍ احمد صاحب ایم اے فاضل لکھنؤ
- ۱۹۴۲ ؍ اعجاز احمد صاحب حیدر آباد
- ۱۴۷۰ ؍ ڈاکٹر شاہ خورشید احمد صاحب پام ولا
- ۱۷۰۱ ؍ محمد ظفر الاسلام صاحب بمبئی
- ۱۵۵۹ ؍ سید منظور احمد صاحب بھونیشور
- ۴۸۵ ؍ محمد سندھ علی صاحب پڑپڑ
- ۱۳۶۳ ؍ ایم۔ ایس سیٹھ محمد اعظم صاحب
- سیف الدین صاحب حیدر آباد
- ۱۰۰۶ ؍ موسیٰ حسین صاحب پنتہ کنٹہ
- ۲۱۰۰ ؍ محمد احسان صاحب مانو جین
- ۲۱۰۳ ؍ قریشی محمد سلیمان صاحب شنگا
- ۲۱۰۱ مکرمی سید حمید الدین صاحب جمشید پور
- ۲۱۰۷ ؍ عبد العزیز صاحب بڈھاؤں
- ۲۱۰۵ ؍ قاضی حبیب اللہ صاحب P.O.5-A-P-06-A
- ۲۱۰۸ ؍ ایس اے بشیر احمد صاحب ساگر
- ۱۳۶۳ ؍ محمد شمس الحق صاحب چکال
- ۲۱۰۷ ؍ ناصر احمد صاحب نلگنڈہ
- ۱۰۲۴ ؍ خواجہ غلام محمد صاحب بانڈی پورہ
- ۱۰۹۹ ؍ قاضی حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ
- ۱۹۰۶ ؍ محمد اسلم صاحب مین پوری
- ۲۱۷۰ ؍ چوہدری عبد الرحیم صاحب
- ؍ خورشید احمد صاحب عبداللہ داد
- ۲۱۷۷ مکرمہ صفیۃ النساء صاحبہ کوچی

(مینیجر بدر)

خبریں

نئی دہلی ۔ ۱۹ر فروری ۔ آل انڈیا ریڈیو نے ۲۵ر فروری اور یکم مارچ کے درمیان نتائج کے متعلق خبروں کے سپیشل بلیٹین براڈ کاسٹ کرنے کا انتظام کیا ہے ۔ خبروں کے یہ سپیشل بلیٹین دہلی سے براڈ کاسٹ کئے جانے کے ساتھ ساتھ آل انڈیا ریڈیو کے علاقائی ریڈیو سٹیشنوں سے بھی براڈ کاسٹ کئے جائیں گے ۲۵ر فروری کی رات سے یکم مارچ تک ہندی اور انگریزی کے ۶ زائد نیوز بلیٹین براڈ کاسٹ کئے جائیں گے ۔ ان نیوز بلیٹنوں کا وقت پندرہ پندرہ منٹ کے لئے ہوگا ۔ اور وہ تمام ریڈیو سٹیشنوں سے ریلے کئے جائیں گے دو نیوز بلیٹین علی الصبح براڈ کاسٹ کئے جائیں گے ۔ جن میں انتخابی نتائج کی رات تک کا خلاصہ پیش کیا جائے گا ۔

الٰہ آباد ۱۹ر فروری ۔ مرکزی وزیر داخلہ شری لال بہادر شاستری نے کل الٰہ آباد یونیورسٹی کے طلباء کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انہیں یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ بعض سیاسی پارٹیاں انتخابات میں طلباء کا غلط استعمال کرتی ہیں ۔ چنانچہ اسے ناراضگی عام بنانے کا موقع ملتا ہے ۔ ہر پارٹی کو ورکروں کے روبرو اپنی پالیسی اور پروگرام پیش کرنا چاہیئے ۔ ایک دوسرے کو بدنام نہیں کرنا چاہیئے ۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان دیش کے قومی اتحاد میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں وہ غیر طبقاتی سماج قائم کرنے میں مدد دے سکتے ہیں ۔ طلباء کو عام آدمی کا مفاد ملحوظ رکھنا چاہیئے ان سے کروڑوں عوام کی حالت سُدھر سکے گی

کلکتہ ۱۹ر فروری ۔ کل کے پولنگ کے سلسلہ میں آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ ضلع مرشد آباد کے سری ہر پارہ اسمبلی حلقہ کے ایک پولنگ بوتھ پر ووٹروں کو قطار میں کھڑا کرنے کے معاملہ پر جھگڑا ہو گیا جس سے دو اشخاص زخمی ہوئے یہاں کے کچھ حلقوں کے پولنگ سٹیشنوں پر بھی مخالف اُمیدواروں میں چھوٹے چھوٹے جھگڑے ہوئے ۔ کل مغربی بنگال کے ۱۴ اسمبلی حلقوں اور ۹ پارلیمنٹری حلقوں میں ووٹ پڑے تھے ۔ ان میں ووٹنگ کا تناسب ۳۰ سے ۶۰ فی صدی تک رہا ۔

ہیمبرگ (مغربی جرمنی) ۱۹ر فروری ۔ سنیچروار کو مغربی جرمنی کے ساحلی علاقہ ہیمبرگ میں جو سمندری طوفان آیا تھا ۔ اس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۰۷ ہو گئی ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ جانی نقصان اس سے کہیں زیادہ ہوا ہے ۔ کئی لوگوں نے پانی میں کئی لاشیں تیرتی دیکھی ہیں ۔ اس وقت ۲۵ ہزار فوجی لوگوں کو بچانے ۔ اور ریلیف پہنچانے پر مامور ہیں ۔ ان میں برطانیہ اور امریکہ کے فوجی بھی شامل ہیں ۔

قاہرہ ۱۹ر فروری ۔ یونائیٹڈ عرب سرکار نے وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف کی اس تجویز کے بارے میں کہ جنیوا میں ۱۴ر مارچ سے شروع ہونے والی تخفیف اسلحہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں متعلقہ ۱۸ ممالک کے سربراہ شریک ہوں بھارت اور دوسرے ممالک کے ساتھ خط و کتابت کر رہا ہے ۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس میں جو ۱۸ ممالک شرکت کر رہے ہیں ان میں بھارت اور یونائیٹڈ عرب ممالک بھی شامل ہیں ۔ عرب ری پبلک کے صدر ناصر پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اگر ۱۸ ممالک کی اکثریت کے سربراہوں نے اس میں شمولیت کرنا منظور کر لیا تو وہ بھی اس میں شامل ہوں گے ۔ صدر ناصر نے حال ہی میں پردھان منتری پنڈت نہرو کو تخفیف اسلحہ کے بارے میں ایک مراسلہ بھیجا ہے جب کہ عرب ری پبلک کی وزارت خارجہ کے اعلیٰ حکام نے یوگوسلاویہ اور سویڈن کے نمائندوں کے ساتھ جنیوا کانفرنس کے بارے میں بات چیت کی ہے ۔ تو تخفیف اسلحہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں سربراہوں کی شمولیت کی ۔ روسی تجویز کو امریکہ اور برطانیہ مسترد کر چکے ہیں ۔

ماسکو ۱۹ر فروری ۔ حکومت روس نے ایک بیان جاری کیا ہے جس میں کیوبا کی پوری پوری حمایت اور امداد جاری رکھنے کے فیصلہ کا اعلان کیا گیا ہے ۔ امریکہ نے کیوبا کی امریکی ریاستوں کی برادری سے خارج کرا دیا ہے ۔ اور ہر قسم کی تجارت درآمد و برآمد بند کر دی ہے ۔ روس نے امریکہ کی اس پالیسی کو عالمی امن اور سلامتی کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ روس نے کیوبا کے عوام کے دشمنوں کو متنبہ کیا کہ وہ اب بھی برقرار ہے ۔ اور اگر کیوبا پر حملہ ہوا تو روس اسکی تمام تر مدد کرے گا ۔

الیکشن کے سلسلہ میں قادیان میں جلسوں کا انعقاد

(احمدیہ لٹریچر کی پیشکش)

قادیان مورخہ ۱۳؍ ۲؍ ۶۲ کو سنت فتح سنگھ صاحب اکالی لیڈر جلسہ میں تقریر کرنے کیلئے پانچ بجے کے قریب قادیان میں تشریف لائے اور جلسہ کو خطاب کیا ۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا گیا ۔

(۱) میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (گورمکھی)
(۲) سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ (اردو)
(۳) پُونجی پھُل (گورمکھی)
(۴) احمدیہ جماعت کے مختصر حالات (گورمکھی)

سنت فتح سنگھ صاحب نے لٹریچر خوشی سے قبول کیا اور مطالعہ کے لئے ساتھ لے گئے ۔

اس سے پہلے مولوی عبدالغنی صاحب ، اور شری جیتاداس صاحب اخترا اور شریمتی بلونت کور صاحبہ کو بھی ان کی قادیان میں تشریف آوری پر اسلام اور احمدیت کا لٹریچر پیش کیا گیا ۔ جو ان سب نے خوشی قبول کیا اور پڑھنے کا وعدہ کیا ۔ (نامہ نگار)

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ ۸

(۱) مقام اشاعت . . . . قادیان
(۲) وقفہ اشاعت . . . . ہفتہ وار
(۳ و ۴) پرنٹر و پبلشر . . . . . (ملک) صلاح الدین
قومیت . . . . ہندوستانی
پتہ . . . . محلہ احمدیہ قادیان
(۵) ایڈیٹر کا نام . . . . محمد حفیظ بقاپوری
قومیت . . . . ہندوستانی
پتہ . . . . محلہ احمدیہ قادیان
(۶) اخبار کے مالک فرد یا ادارہ کا نام } صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری معلومات اور علم کا تعلق ہے صحیح ہیں ۔
ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پبلشر اخبار بدر قادیان ۔
۲۰ر فروری ۱۹۶۲ء